Digitized By Khilafat Library Rabwah

اس شمارے میں

اگست ۱۹۹۰ء

ایڈیٹر
مبشر احمد ایاز

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خوشخبری

حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالی نے فرمایا
"۔۔۔میں۔۔۔جماعت احمدیہ کو یہ خوش خبری دینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالی نے مجھے ایک عظیم الشان خوش خبری عطا کی ہے جس کے پورا ہونے کے دن آچکے ہیں۔
میں نے چند دن ہوئے رؤیا میں دیکھا کہ تذکرہ میرے سامنے کھلا پڑا ہے اور اس کے ایک طرف ایک پیراگراف ہے جس پر میری نظریں مرکوز ہیں اور میرے ذہن میں یہ اللہ کی طرف سے ڈالا گیا ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود۔۔۔ کی یہ پیش گوئی ہے جس کے پورا ہونے کے دن آچکے ہیں۔ اور وہ پیش گوئی میں پڑھتا ہوں۔ اس میں سب سے مرکزی بات جس پر میری نظر اٹک جاتی ہے اور وہ طرز بیان دل کو بہت ہی لذت پہنچاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ علماء اپنی مخالفت سے باز نہیں آئیں گے اور جس طرح دکھ اور آزار پہنچانے کے لئے دن رات کوشش کر رہے ہیں اسی طرح کرتے چلے جائیں گے لیکن جس طرح خزاں کے موسم میں بھڑوں کے ڈنگ جھڑ جاتے ہیں اور وہ نیش زنی کرنے سے عاجز آجاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کا دل نہیں چاہتا۔ پنجابی میں تو ہم ان کو "دوگا" کہا کرتے تھے۔ اردو میں مجھے علم نہیں لیکن وہ الفاظ جو الہام کے وہاں لکھے ہوئے ہیں وہ "دوگے" کے لفظ ہی لکھے ہوئے ہیں اور وہ مضمون تو بالکل یہی ہے، الفاظ ممکن ہے آگے پیچھے ہو چکے ہوں۔ ذہن میں پوری طرح وہ یاد نہ رہے ہوں۔ وہ یہ تھے کہ مولوی تو اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے اور ڈنگ مارتے چلے جائیں گے لیکن خدا کی تقدیر ان کو "دوگا" کر دے گی اور ڈنگ مارنے کی طاقت ان سے جاتی رہے گی۔
پس یہ وہ خوش خبری ہے جو میں دیکھ رہا ہوں کہ لازماً اس کے پورا ہونے کے دن آرہے ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے یہ خبر عطا فرمائی ہے اور میں نہیں جانتا کہ حضرت مسیح موعود۔۔۔ کے الہامات میں ان الفاظ میں کوئی پیش گوئی تھی یا نہیں تھی مگر جس رنگ میں خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے، یہ مضمون ضرور کہیں موجود ہے۔ پس ان مولویوں کو میں کہتا ہوں کہ جو زور تم سے لگتا ہے لگاتے چلے جاؤ۔ دعائیں کرو۔ گریہ وزاری کرو اور اس کی توفیق نہیں تو گالیاں بکتے چلے جاؤ۔ ہر قسم کی سازشیں کرو مگر میرے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اور جماعت احمدیہ کے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کی تقدیر تمہارے ڈنگ نکال دے گی اور جماعت کو بالآخر تمہارے آزاروں سے نجات بخشی جائے گی"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ مئی ۱۹۹۰ء)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمان الرحیم

ماہنامہ
خالد
ربوہ

اگست ۱۹۹۰ء
جلد......۳۷
شمارہ......۱۰

فہرست مضامین

ایڈیٹر... مبشر احمد ایاز

قیمت سالانہ تیس روپے۔ فی پرچہ تین روپے

پبلشر، مبارک احمد خالد۔ پرنٹر، قاضی منیر احمد۔ مطبع، ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔
مقام اشاعت، دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ پوسٹ کوڈ نمبر ۳۵۴۶۰

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اداریہ

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا ندی پر پانی پی رہا تھا۔ پانی پیتے ہوئے اچانک اس نے نچلی جانب بھیڑ کے ایک بچے کو بھی پانی پیتے ہوئے دیکھا۔ یہ دیکھتے ہی بھیڑیے کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور اسے ہڑپ کرنے کا کوئی عذر لنگ سوچنے لگا۔ تاکہ اس مکروہ اور قبیح فعل کے لئے کوئی جائز اور قانونی راستہ نکالا جائے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھیڑ کے بچے سے مخاطب ہوا کہ تم میرا پانی کیوں گدلا کر رہے ہو۔ وہ بچہ کہنے لگا کہ جناب میں تو نچلی جانب ہوں بھلا میں کیسے گندا کر سکتا ہوں۔ اس پر بھیڑیا لاجواب ہو گیا۔ لیکن جلد ہی کچھ سوچ کر یوں گویا ہوا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ پچھلے سال تم نے مجھے گالی کیوں دی تھی۔ بچہ کہنے لگا کہ سرکار مجھے تو پیدا ہوئے بھی ایک سال نہیں گزرا۔ مظلوم کی اس صاف گوئی اور حاضر جوابی پر ظالم بھیڑیے کو سخت طیش آیا کہ اس لیلے کی کیا مجال کہ میرے آگے سے ترکی بہ ترکی جواب دے وہ غصے میں بچے کی طرف بڑھا اور ہاتھ مار کر کہنے لگا کہ خبیث تو نے نہیں تو تیری ماں نے گالی دی ہوگی۔ اور یہ کہہ کر اس معصوم جان کا خون کر دیا۔

یہ تو تھی ایک کہانی جو ہم نے چھوٹے ہوتے پڑھی اور سنی اور کہانی بھی جنگل کے درندے اور جنگل کے قانون کی ۔۔۔۔ لیکن دور حاضر کا کیا کہیئے کہ آج جانوروں کی نہیں انسانوں کی دنیا میں ۔۔۔۔ بھیڑیے نہیں ۔۔۔۔ انسان ۔۔۔۔ انسان کی آزادی کو سلب کر رہے ہیں۔ جنگل کے اس قانون نے آجکل کی مہذب اور جمہوری کہلانے والی دنیا میں کئی جگہ اندھیر مچا رکھا ہے۔ خواہ وہ جنوبی افریقہ ہو یا خطہ فلسطین یا کوئی اور ملک! دور جانے کی ضرورت نہیں اس کی بے شمار مثالیں آئے دن آپ اپنے جمہوری ملک پاکستان میں بھی دیکھ سکتے ہیں ۔۔۔۔

ایک تعلیم یافتہ، پر امن، مذہبی اور با اخلاق جماعت جو ایک قابل ذکر عددی قوت اس ملک میں رکھتی ہے آج اس بھیڑ کے بچے سے بھی زیادہ مظلوم ہے شائد اس لئے کہ اطاعت اس کا شیوہ اور امن اس کا مزاج ہے۔ اس کی آزادی کا حق تو اس کو کوئی وجہ بتائے بغیر ہی چھین لیا جاتا ہے اور یہ حق تلفی باقاعدہ ایک "قانون" کہلاتا ہے ۔۔۔۔ اس کی ایک تازہ مثال ۲۰ مئی ۱۹۹۰ء کا وہ حکم ہے جس کے تحت جماعت احمدیہ کے واحد اخبار "الفضل" جو ۷۸ سال سے شائع ہو رہا ہے اس کی اشاعت کو بند کر دیا گیا۔ اور یوں آزادی صحافت کی ایک "روشن مثال" ساری جمہوری دنیا کے لئے پیش کی۔ یوں تو ہمارے ملک کے حکمران اور دوسرے سیاسی راہنما آئے دن یہ ڈھنڈورا پیٹتے نظر آتے ہیں کہ ہر ایک کو بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ یہ ملک آزاد ہے۔ ملک کے عوام آزاد ہیں۔ صحافت آزاد ہے۔ لیکن آزادی کا مطلب یہ ہے کہ ایک معصوم اور مظلوم جماعت کے ایک تربیتی روزنامہ اخبار کو بند کر دیا جاتا ہے اور کوئی جرم تک بیان نہیں کیا جاتا۔ اگر یہ آزادئ صحافت اور آزادئ ضمیر ہے تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے کہ سرکار!

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

یہ بہت ہی عجیب بات ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کے عجلت میں جاری کئے گئے حکم پر روزنامہ الفضل کی دو ماہ کی پابندی پر متعلقہ روایتی حلقوں کی طرف سے کوئی ہلکی سی آواز بھی نہیں سنی گئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کے اس حکم کے لئے کوئی جواز نہیں بیان کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حکم امن عامہ کے آرڈی ننس MAINTENANCE کے تحت جاری کیا گیا ہے۔ لازمی طور پر سب سے پہلی بات یہ ہونی چاہیئے کہ اس عذر کے تحت ایک اخبار کو بند کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی جواز تو ہونا چاہیئے تھا۔ اور یہ بتانا چاہیئے تھا کہ اس صورت حال میں کس طرح امن عامہ خطرے میں تھا۔ کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ مضافاتی طاقتوں کی ادنیٰ انتظامیہ کو اب کھلی چھٹی مل گئی ہے کہ وہ مقامی اخبارات پر اپنی ناسمجھ صوابدید کی روشنی میں مختلف عرصہ کے لئے پابندیاں لگا سکیں۔ اور اس صورت میں پریس اپنے آپ کو کتنا آزاد سمجھ سکے گا؟ اگرچہ اس پابندی کے لئے فی نفسہٖ تو کوئی ظاہری وجہ نہ بھی ہو لیکن اس کے متعلق ہر طرف چھائی ہوئی گمبھیر خاموشی کے لئے وجہ سمجھ میں آنے والی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ روزنامہ احمدیہ جماعت کا آرگن ہے جو کہ کسی کی بھی چہیتی نہیں۔ لیکن پریس کی آزادی کے معاملے میں اس طرح کے امتیازی طرز عمل کو روا رکھنا انتہائی کوتاہ بینی کی دلیل ہے۔ اس طرح سے یہ آزادی بطور اصول قائم نہیں رکھی جاسکتی۔ بلکہ پھر تو یہ ایک ایسی سہولت بن جائے گی جس کی قیمت اس سے پہنچنے والے فائدے سے لگائی جایا کرے گی۔ اس صورت میں اس کی حمایت ایک نمائشی دلیری ہوگی اور اس پہ عمل درآمد کی صرف اس لئے قدر کی جائے گی تاکہ اس کے ذریعے خاص مقاصد مثلاً سیاسی جوڑ توڑ اثر و رسوخ میں اضافہ، جاہ و حشمت کی تعمیر اور مال و دولت کمانا، حاصل کئے جاسکیں۔ ایمان داری کی بات یہ ہے کہ پریس کی آزادی محض اس کے اپنے مقاصد کے لئے ہی قائم رکھی جانی چاہیئے۔ اس معاملے میں کسی قسم کے دوغلے پن کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس وجہ سے الفضل کی بندش کے متعلق بھی اسی جوش و خروش سے سوال اٹھایا جانا چاہیئے جیسا کہ کسی دوسرے اخبار کے متعلق بلاشک وشبہ یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے۔

جھنگ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اس کے تحت کام کرنے والے چھوٹے دماغ کے لوگ ابھی تک مارشل لاء اور پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی ننس کے دور میں رہ رہے ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ ان کو بتلا دیا جائے کہ وہ ذرائع ابلاغ کے خدا بننے کا کھیل اب کھیلنا بند کر دیں۔ ان کو اس بات کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے کہ وہ اپنے من مانے اقدامات سے قانون اور آئین میں دی گئی آزادیوں کا چراغ گل کر دیں۔

(پاکستان ٹائمز ۲۷، جون ۱۹۹۰ء)

The Pakistan Times, Monday, June 25, 1990

Banning a newspaper

IT IS ODD that not a whimper has been heard from the customary quarters over the summary two-month ban placed on *Al-Fazal* daily by orders of the district magistrate of Jhang. No reason has been given for the action. It is said to have been taken under the Maintenance of Public Order Ordinance. But surely gagging a newspaper on that plea requires some explanation of how public order was threatened in the first place? Will the minions of suburban administration now be free to put periodic prohibition on the local press at their own semi-literate discretion? How free will that leave the press to feel?

There may be no obvious reason for the ban, but there is one for the deafening silence over it: the paper belongs to the Ahmadia community, and the community happens to be nobody's darling. It is extremely short-sighted, however, to be thus selective about press freedom. That way that freedom no longer remains a principle; it becomes a convenience, cherished for what it delivers. Its championship must then seem worn as a fashionable badge of phoney courage, its exercise valued because it comes handy for certain purposes -- such as political manoeuvring and influence peddling, image building and gold spinning.

To be of honest value, press freedom has to be upheld for its own sake. It can afford no double standards. For that reason questions have to be asked as passionately over the suspension of *Al-Fazal* as they no doubt would have been over action against any other paper. The Jhang district magistrate and the petty minds behind him are apparently still living in the days of martial law and the Press and Publications Ordinance. They ought to be told that they can no longer play god with the media. They should not be allowed to snuff at will freedoms guaranteed by the law and the Constitution.

Digitized By Khilafat Library Rabwah

گریبان

منّو بھائی

قانون کتابوں میں موجود ہے مگر عدالتوں سے حاصل کرنا پڑتا ہے

[illegible] ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ [illegible] پیشین گوئی بھی کر سکتے ہیں

راجہ غالب احمد نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کے حکم کے تحت تین ہزار اشاعت کے ۷۷ سال پرانے اخبار "الفضل" کی اشاعت پر پابندی کے خلاف جہاں پاکستان کے آئین، ملکی قوانین اور قومی اکابرین کے ارشادات کی دہائی دی ہے اور جہاں اخباری صنعت اور پیشے سے تعلق رکھنے والی سی پی این ای، اے پی این ایس، اور پی ایف یو جے جیسی موثر اور موقر تنظیموں سے اخلاقی امداد طلب کی ہے وہاں ارشاد حقانی، نذیر ناجی، عطاء الحق قاسمی، ظفر اقبال، منو بھائی، ڈاکٹر اور میرے جیسے کالم نگاروں کا تعاون بھی چاہا ہے۔

راجہ صاحب کا کہنا ہے کہ آئین اور قوانین اور اکابرین پاکستان کے ارشادات کے مطابق پاکستان کے تمام شہریوں کو بنیادی انسانی حقوق حاصل ہیں۔ بالکل درست ہے پاکستان کے تمام شہریوں کو بنیادی حقوق حاصل ہیں مگر کچھ شہریوں کو کچھ زیادہ ہی بنیادی حقوق حاصل ہیں۔

ان بنیادی حقوق کے تحت جو پاکستان کے تمام شہریوں کو حاصل ہیں ہر شہری آئین اور قانون کے دائرہ میں رہ کر آزادانہ طور پر اپنی معاشی کفالت کے لئے روزگار تلاش کر سکتا ہے اور اسے آزادی تحریر و تقریر حاصل ہے۔ آزادانہ طور پر اخبار یا رسالہ نکالنے کی اجازت ہے۔ قوانین کی رو سے کسی اخبار یا جریدے کے خلاف کسی کارروائی کے لئے اس کے قابل اعتراض مواد کو پہلے عدالت میں پیش کر کے اس کے خلاف ٹھوس ثبوت مہیا کرنا لازمی ہے مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کے حکم کے تحت ۳۰ جون سے "الفضل" کی اشاعت پر کوئی وجہ بتائے اور کوئی قانونی جواز اور ٹھوس ثبوت پیش کئے بغیر اور قانونی تقاضوں کا مرحلہ کئے بغیر پابندی لگا دی گئی ہے اور حکم میں محض خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس اخبار میں آئندہ شائع ہونے والے کسی مواد کے ذریعے امن عامہ کو نقصان پہنچنے کا امکان یا احتمال ہے۔

راجہ صاحب پنجاب کے بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے چیئرمین رہے ہیں اور اپنی سروس کے آخری سالوں میں مکمل بے اعتقادی اور بے کاری کے جس تجربے سے گزرے ہیں اس سے انہیں آئین، قوانین اور قواعد و ضوابط کے علاوہ حقوق و مراعات کے تمام پہلوؤں کو دیکھنے اور جانچنے کا خوب خوب تجربہ ہوا ہوگا۔

گوریا چوف "پرسٹرائیکا" میں لکھتے ہیں کہ قانون ساز قانون بناتے ہیں مگر یہ قانون ہمارے حوالے نہیں کرتے۔ اس قانون کو حاصل کرنے کے لئے عدالتوں میں جانا پڑتا ہے۔ عدالتوں میں جانے کے لئے ہمارے پاس محمود علی قصوری، اے کے بروہی، ایس ایم ظفر اور اعتزاز احسن کی خدمات حاصل کرنے کی استطاعت چاہئے جو ہم میں سے بیشتر لوگوں کے پاس جو حق حلال کی کماتے ہیں نہیں ہے۔ یہ استطاعت جنرل ریٹائرڈ فضل حق، میاں نواز شریف، چوہدری شجاعت حسین، مرزا اقبال بیگ، سیٹھ عابد کے پاس ہے اور ابھی حالیہ سالوں میں شیخ رشید جیسے لوگوں کے پاس بھی آ گئی ہے۔ چنانچہ وہ قانون جو قانون سازوں نے میرے لئے تیار کیا ہے اور وہ بنیادی حقوق جو حکومت نے مجھے عنایت فرمائے ہیں ان لوگوں کے گھروں، نسل خانوں، کارخانوں اور کارگاہوں میں چلے جاتے ہیں اور آئین کی خوبصورت کتابوں اور قانون کی فائلوں اور اکابرین قوم کے ارشادات میں ان کا محض خوبصورت الفاظ میں تذکرہ رہ جاتا ہے جو ہمارے دلوں کو بھاتا اور روحوں کو خوش کرتا ہے۔

آئین، قوانین، حقوق اور مراعات کے علاوہ کہیں فیلڈ مارشل ایوب خان کا "ازالہ مشکلات آرڈیننس" اور کہیں جنرل ضیاء الحق کا "نظریہ ضرورت" بھی آ جاتا ہے۔ جس کے سامنے آئین، قوانین اور حقوق کا گزر کسی نہ کسی راستے سے "باہر" نکل جاتا ہے۔

راجہ غالب احمد بھی شاعر ہیں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ محمد اطہر طاہر بھی شاعری کرتے ہیں مگر راجہ غالب احمد اپنی ملازمت کی بے اعتقادی اور بے کاری کی وجہ سے اپنے دفتر میں شاعری کے ذریعے وقت گزارتے تھے اور اطہر طاہر دفتری اوقات سے فراغت میں شاعری کرتے ہوں گے یہ الگ بات کہ اطہر طاہر چوبیس گھنٹے "آن ڈیوٹی" ہوتے ہیں اور راجہ غالب احمد چوبیس گھنٹے "آف ڈیوٹی" ہوتے تھے مگر یہ "آن ڈیوٹی" یا "آف ڈیوٹی" کا جھگڑا نہیں ہے۔ بنیادی شہری حقوق اور نظریہ ضرورت کا تنازعہ ہے۔ محمد اطہر طاہر شاعری تو یقیناً خود کرتے ہیں مگر بعض اوقات صوبائی ہوم منسٹری سے ایسے "مصرعہ ہائے طرح" بھی آ سکتے ہیں جن پر گرہ لگانا ان پر واجب ہو جاتا ہے۔ طبع موزوں ہو یا ناموزوں گرہ لگانی ہی پڑتی ہے۔

محمد اطہر طاہر اگر اپنے طور پر یعنی مرحیون خلق کی مدد کے بغیر یہ اندازہ لگا سکتے یا یہ پیش گوئی کر سکتے کہ اخبار "الفضل" میں آئندہ شائع ہونے والے کسی مواد کے ذریعے امن عامہ کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے تو پھر ان کی اس اہلیت کی بناء پر ہم ایران کے بھائیوں کو آنے والے تباہ کن زلزلوں سے خبردار کر کے پچاس ہزار سے زیادہ انسانی زندگیاں بچا سکتے تھے۔ اور یوں ایران کے ساتھ بہت بہتر اور برادرانہ تعلقات قائم کر سکتے تھے۔ اندرون ملک بھی بہت سی ایسی پیشین گوئیاں ہیں جن سے خبردار ہو کر ہم امن عامہ کو پہنچنے والے نقصانات کا تدارک کر سکتے ہیں۔ اگرچہ بعض حقائق ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن کے بارے میں پیشین گوئی امن عامہ میں خلل انداز ہو سکتی ہے۔

راجہ غالب احمد نے سی پی این ای، اے پی این ایس اور پی ایف یو جے سے اخلاقی امداد طلب کی ہے لیکن اگر ان کے اخبار کے ایڈیٹر سی پی این ای کے رکن ہوتے اخبار اے پی این ایس کا ممبر ہوتا اور کارکن پی ایف یو جے کے ارکان ہوتے تو یہ امداد محض اخلاقی نہ ہوتی یعنی وہ امداد نہ ہوتی جو پاکستان ایران کو دے سکتا ہے۔ وہ تحفظ ہوتا جو ہم اپنے وجود اور اپنے اصولوں اور اپنے مفادات کو فراہم کرتے ہیں۔

(روزنامہ مساوات لاہور بدھ ۲۷ جون ۱۹۹۰ء

صفحہ ۳ کالم ۴ تا ۸)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کلام الامام ۔۔۔ امام الکلام

سچائی

"کہ حق جو ہے کرتار کرتا ہے پیار
وہ انساں نہیں جو نہیں حق گزار

کرو توبہ کہ تا ہوجائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں

اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے
جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دل میں اٹھتا ہے میرے سو سو ابال

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں

کیا راستی کی فتح نہیں وعدہ خدا
دیکھو تو کھول کر سخن پاک کبریا

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

چند یوم خدا کی خاطر

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
"میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس ملامت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے"۔
حضور کی واضح ہدایت اور پھر حضور کا ذاتی نمونہ اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ہم بھی آپ کے ارشادات پر عمل کریں۔
ساری جماعت کے سارے افراد تو اس وقف زندگی کی تحریک میں شامل نہیں ہیں لیکن خواہش ہر ایک کے دل میں ہے کہ اس نصیحت پر عمل کرے۔ ایک طرح سے اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے حضرت امام جماعت الثالث نے جماعت میں وقف عارضی کی تحریک کا آغاز فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔
"میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں اور ان کے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں"۔
سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وقف عارضی کر لیا ہے تو کام کیا کرنا ہوگا اس کے متعلق حضرت امام جماعت (الثالث) نے فرمایا۔
"بڑے بڑے کام جو ان دوستوں کو کرنے پڑیں گے ان میں سے ایک تو قرآن کریم ناظرہ پڑھنے اور قرآن کریم باترجمہ پڑھنے کی جو مہم جماعت میں جاری کی گئی ہے اس کی نگرانی کرنا ہوگی اور اسے منظم کرنا ہوگا۔ دوسرے بہت سی جماعتوں کے متعلق ایسی شکائتیں بھی آتی رہتی ہیں کہ ان میں بعض دوست ایمانی لحاظ سے اتنے چست نہیں جتنا ایک احمدی کو ہونا چاہیئے۔ ان دوستوں (واقفین) سے ایسے احباب کی اصلاح اور تربیت کا کام بھی لیا جائے گا"۔
پھر حضور نے تحریک وقف عارضی میں شمولیت کی اس قدر تاکید احباب جماعت کو فرمائی ہے کہ
"وقف عارضی کے لئے بڑی کثرت کے ساتھ اپنے نام پیش کریں اور بار بار پیش کریں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جو شخص ایسا کر سکتا ہو اور اس کے راستہ میں کوئی دشواری نہ ہو کہ جس کو دور کرنا اس کے لئے ممکن ہی نہ ہو تو اسے سال میں ایک سے زائد دفعہ بھی اپنے آپ کو وقف عارضی کے لئے پیش کرنا چاہیئے لیکن ہر سال ایک دفعہ تو ضرور اس وقف میں حصہ لینا چاہیئے"۔
پھر آپ فرماتے ہیں۔
"مربیوں کو بھی چاہیئے اور عام عہدیداروں کو بھی چاہیئے بلکہ ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور اپنے بھائی کو بھی یہ تلقین کرے کہ وہ وقف عارضی میں شامل ہو"۔
اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس مبارک تحریک میں شامل ہونے کی توفیق دے اور ہمارے وقف کو قبول فرما کر ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے"۔

(الفضل ٣ مارچ ١٩٩٠ء)

(مرسلہ عبدالمالک صاحب لاہور)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سیرت المہدی

حضرت مسیح موعود کا عشق الٰہی

(مقالہ نگار۔ ڈاکٹر سلطان احمد مبشر)

اگر حضرت مسیح موعود۔۔۔۔ کے اخلاق فاضلہ کا مطالعہ کیا جائے تو خدا تعالیٰ کی محبت ایک نمایاں حصہ لئے ہوئے نظر آتی ہے۔ آپ کی ہر تقریر و تحریر، ہر قول و فعل، ہر حرکت و سکون اسی محبت کے جذبے سے لبریز پائے جاتے ہیں اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ کی ذات و صفات کا مرکز ثقل ہی عشق و محبت الٰہی تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی زندگی کا ستون اور آپ کی روح کی غذا بس یہی محبت ہے۔ جس طرح اسفنج کا ٹکڑا جب پانی میں ڈال کر نکالا جاوے تو اس کا ہر رگ و ریشہ اور ہر خانہ و گوشہ پانی سے بھرپور نکلتا ہے، اسی طرح ہر دیکھنے والے کو نظر آتا تھا کہ آپ کے جسم اور روح مبارک کا ہر ذرہ عشق الٰہی سے ایسا بھرپور ہے کہ اس میں کسی اور چیز کی گنجائش نہیں۔

حضرت مسیح موعود۔۔۔۔ فرماتے ہیں

"میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔۔۔۔ خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ، وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی"۔ (انوار الاسلام طبع اول صفحہ ۲۲)

حضرت مسیح موعود۔۔۔۔ کی زندگی میں اس روحانی پیوند کا جس عجیب و غریب رنگ میں آغاز ہوا، اس کا تصور ایک صاحب دل انسان میں وجد کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ آپ کی جوانی کا عالم تھا جب کہ انسان کے دل میں دنیاوی ترقی اور مادی آرام و آسائش کی خواہش اپنے کمال پر ہوتی ہے۔ آپ کے بھائی ایک معزز عہدہ پر فائز ہو چکے تھے اور یہ بات بھی چھوٹے بھائی کے دل میں ایک گونہ رشک یا کم از کم نقل کا رجحان پیدا کر سکتی تھی۔ ایسے وقت میں آپ کے والد صاحب نے کہلا بھیجا کہ اگر نوکری کی خواہش ہو تو بتاؤ، کسی سرکاری افسر سے کہہ کر اچھی ملازمت دلوا دیتا ہوں۔ اس موقع پر آپ نے محبت الٰہی میں ڈوب کر کیا خوب جواب دیا۔ فرمایا

"میری نوکری کا فکر نہ کریں۔ میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا"۔ اور پھر یہ نوکری حضور نے زندگی کے آخری سانسوں تک کامل وفاداری کے ساتھ نبھائی۔

حضرت مسیح موعود۔۔۔۔ کے دل میں خدا کی محبت اتنی رچی ہوئی اور اتنا غلبہ پائے ہوئے تھی کہ اس کے مقابل پر ہر دوسری محبت ہیچ تھی۔ آپ فرماتے ہیں

در دو عالم مرا عزیز توئی
و آنچہ می خواہم از تو نیز توئی

یعنی دونوں جہانوں میں میرا تو بس تو ہی محبوب ہے اور میں تجھ سے صرف تیرے ہی وصال کا آرزو مند ہوں۔

ذرا حضرت اقدس کے الہام "الیس اللہ بکاف عبدہ" کے پس منظر کو دیکھیئے۔ آپ کے والد ماجد بیمار ہوتے ہیں اور الہام ہوتا ہے "والسماء والطارق" کہ آج شام کو ان کی دنیاوی زندگی کا خاتمہ ہے۔ آپ ان بوجھوں کو دیکھ کر جو والد کی وفات سے آپ پر پڑنے والے تھے، کچھ فکر مند ہوتے ہیں اور ایک لمحہ کے لئے خیال آتا ہے کہ بعض وجوہ معاش بند ہو جائیں گے تو اس پر جھٹ دوسرا الہام نازل ہوتا ہے، الیس اللہ بکاف عبدہ۔ حضرت مسیح موعود۔۔۔۔ بعض اوقات قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ یا رشتہ دار یا دوست کیا کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود۔۔۔۔ کا وہ واقعہ تو آپ نے بارہا سنا ہے کہ عدالت سے آپ کو آوازیں پڑتی رہیں اور آپ پر سکون ہو کر نماز پڑھتے رہے۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی دعاؤں کی حالت دیکھی ہے۔ ایسے اضطراب اور ایسی بے قراری سے دعا کرتے تھے کہ آپ کی حالت متغیر ہو جاتی۔ (تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۶)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک نوجوان اٹھارہ انیس سال کا فوت ہوا تو حضور نے بہت لمبی نماز جنازہ پڑھائی۔ سلام کے بعد فرمایا کہ اس شخص کے لئے ہم نے بہت دعائیں کی ہیں اور ہم

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نے دعاؤں میں بس نہیں کی جب تک کہ اس کو بہشت میں داخل کرا کر چلتا نہ دیکھ لیا۔

رات کو اس کی ضعیف والدہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں بڑے آرام سے ٹہل رہا ہے اور اس نے کہا کہ حضرت کی دعا سے مجھے بخش دیا گیا اور جنت میرا ٹھکانہ ہوگیا۔ (تذکرۃ المھدی صفحہ ۱۱۵)

ایک دن سپرنٹنڈنٹ پولیس حضرت مسیح موعود کے مکان کی تلاشی کے لئے اچانک قادیان آیا تو حضرت میر ناصر نواب صاحب سخت گھبراہٹ کے عالم میں حضور کے پاس بھاگے گئے۔ بڑی مشکل سے عرض کیا سپرنٹنڈنٹ پولیس وارنٹ گرفتاری لئے ہتھکڑی کے ساتھ آرہا ہے۔ حضرت مسیح موعود اس وقت اپنی کتاب "نور القرآن" تصنیف فرما رہے تھے، سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے فرمایا:۔

"میر صاحب! لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے"۔

پھر ذرا تامل کے ساتھ فرمایا:۔

"مگر ایسا نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔ وہ اپنے خلفائے مامورین کے لئے اس قسم کی رسوائی پسند نہیں کرتا"۔ ("الحکم" جلد ۳ نمبر ۲۴ صفحہ ۱-۲)

اللہ اللہ! کیا شان دلربائی ہے کہ ایک طرف اتنی قربانی کہ مسکراتے ہوئے خدا تعالیٰ کے رستہ میں ہتھکڑی پہننے کو تیار ہیں اور دوسری طرف خدائی نصرت پر ایسا بھروسہ کہ پولیس ہتھکڑیاں لے کر دروازے پر کھڑی ہے اور کس بے نیازی سے فرماتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوگا میرا خدا مجھے اس رسوائی سے بچا لے گا۔

ایک صاحب حکیم اللہ بندہ صاحب نے بیعت سے پہلے عرض کیا کہ جیند سکھوں کی ریاست ہے۔ وہاں کئی صدیوں سے اذان نہیں ہوتی اور جو کوئی اتفاق سے اذان کہہ دے تو پچیس روپے جرمانہ ہوتا ہے۔ آپ یہ دعا کریں کہ وہاں اذان ہونے لگے۔ یہ آپ کا بڑا بھاری نشان ہوگا۔ تب میں بیعت کرلوں گا ورنہ نہیں۔ سبحان اللہ وہ کیا مبارک وقت تھا۔ فرمایا "انشاء اللہ اذان ہوگی اور خوب ہوگی۔ آؤ بیعت کرلو۔ چنانچہ حکیم صاحب نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کرلی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد خدا کے برگزیدہ مسیح کے الفاظ پورے ہوگئے اور وہاں کھلم کھلا اذان ہونے لگی۔ باوجود ہندوؤں کے غل مچانے کے کہ یہ پوتر دھرتی ہے، اس میں کبھی اذان ہوئی ہی نہیں، رئیس نے اذان کی اجازت منسوخ نہ کی۔ (تذکرہ المھدی صفحہ ۳۵۸)

مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق آپ نے اپنی ایک زیر طبع کتاب میں لکھا کہ وہ ابتر رہے گا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کی کہ حضور یہ بات نہ لکھیں مقدمہ ہوسکتا ہے۔

حضور نے نہایت اعتماد کے ساتھ فرمایا

"اچھا مقدمہ ہونے دو خدا فتح دے گا"۔ (ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۱۵۶)

حضرت مسیح موعود۔۔۔۔ کے اردو کلام کو اٹھا کر دیکھ لیں، فارسی کلام کو دیکھ لیں، عربی کلام دیکھیں، ہر ایک سے عشق الٰہی کے چشمے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اپنی ایک عربی نظم میں فرماتے ہیں:۔

أَنْتَ الْمُرَادُ وَأَنْتَ مَطْلَبُ مُهْجَتِي
وَعَلَيْكَ كُلُّ تَوَكُّلِي وَرَجَائِي

تو ہی میری مراد اور میری جان کا مقصود ہے اور تجھی پر میرا توکل اور امید ہے۔

أَعْطَيْتَنِي كَأْسَ الْمَحَبَّةِ رَيِّقَهَا
فَشَرِبْتُ رَوْحَاءً عَلَى رَوْحَاءِ

تو نے مجھے اپنی محبت کا بہترین پیالہ دیا۔ پس میں نے زندگی بخش گھونٹ خوب پئے۔

اور پھر محبت الٰہی میں سراپا ڈوب کر فرماتے ہیں۔

إِنِّي أَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ مَحَبَّتِي
يُدْرَى بِذِكْرِكَ فِي التُّرَابِ نِدَائِي

میں تو مرجاؤں گا مگر میری محبت کبھی نہیں مرے گی۔ مٹی میں بھی میری آواز تیرے ذکر کے ساتھ پائی جائے گی۔

حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مرضئی مولا از ہمہ اولی، یعنی خدا کی رضا سب سے مقدم ہونی چاہیئے۔ (سیرت المہدی ۱/۲۵۹)

حضرت مسیح موعود۔۔۔۔۔کرم دین کے مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور تشریف لائے ہوئے تھے۔ بعض حضرات نے عرض کیا کہ آپ اس مقدمہ میں راضی نامہ کرلیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا:-

"میری طرف سے راضی نامہ کیا معنی رکھتا ہے۔ یہ تو کرم دین کا کام ہے جس نے دعوی کیا ہوا ہے"۔ ان لوگوں کے بار بار کہنے پر حضور نے فرمایا:-

"میں تو جو کچھ کر رہا ہوں خدا کے فرمانے کے مطابق کر رہا ہوں اور خدا مجھ سے اس طرح باتیں کرتا ہے جس طرح کہ اس وقت میں آپ سے باتیں کر رہا ہوں"۔ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۱۴)

ابتدا ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود۔۔۔۔لدھیانہ میں بیعت لے کر علی گڑھ تشریف لے گئے اور سید تفضل حسین صاحب کے مکان پر ٹھہرے۔ یہاں لوگوں نے حضور کے ایک لیکچر کا انتظام کیا۔ جب سب تیاری ہوگئی اور لیکچر کا وقت قریب آیا تو حضرت صاحب نے سید صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میں لیکچر نہ دوں۔ انہوں نے کہا کہ حضور اب تو سب کچھ ہو چکا ہے۔ لوگوں میں بڑی ہتک ہوگی۔ حضرت صاحب نے فرمایا "خواہ کچھ ہو ہم خدا کے حکم کے مطابق کریں گے"۔ پھر اور لوگوں نے بڑے اصرار سے عرض کیا مگر حضرت صاحب نہ مانے اور فرمایا:-

"یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ میں خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس کے حکم کے مقابل میں کسی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا"۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۷۰)

حضور فرماتے ہیں:-

"میرے پر ایسی رات کوئی کم ہی گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اسی کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں"۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳)

ایک صوفی سجادہ نشین نے خط لکھا کہ مجھے کشف میں بڑا تجربہ ہے۔ اگر مرزا صاحب کو یہ طاقت ہے کہ وہ اہل قبور سے باتیں کرا سکیں تو وہ جس قبر کو میں کہوں، اس سے باتیں کرا کے اس کا حال دریافت کریں اور بتادیں ورنہ میں بتلادوں گا۔

حضرت صاحب خط کو ہاتھ میں لے کر بہت ہنسے اور فرمایا:-

"جو حی و قیوم خدا سے روز باتیں کرتا ہے اس کو مردوں سے باتیں کرنے کی کیا غرض ہے"۔ (تذکرۃ المہدی صفحہ ۲/۳۸)

۱۹۰۴ء میں مولوی کرم دین والے مقدمے میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں اور وہ پنڈت لیکھرام کا انتقام لینے کے لئے آپ کو گرفتار کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے اور اس نے کہا ہے کہ مرزا صاحب تو میرے شکار ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور سارا واقعہ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب میں شکار کے لفظ پر پہنچا تو یکلخت حضور جو لیٹے ہوئے تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ کی آنکھیں چمک اٹھیں اور چہرہ سرخ ہوگیا۔ آپ نے بڑے جلال کے ساتھ فرمایا:-

"میں اس کا شکار ہوں؟ میں شکار نہیں ہوں میں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ ایسا کر کے تو دیکھے"۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۹۶)

حضرت مسیح موعود۔۔۔۔ایک جگہ ایسے رنگ میں گفتگو فرماتے ہیں کہ گویا محبت الہی کی شراب طہور میں مخمور ہو کر اپنے خدا سے ہم کلام ہو رہے ہیں۔ فرماتے ہیں

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
شور کیسا ہے تیرے کوچہ میں لے جلدی خبر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا
آخری عمر میں آپ کو اس کثرت کے ساتھ اپنی وفات کے قرب کے بارے میں الہام ہوئے کہ کوئی اور ہوتا تو اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑجاتے مگر چونکہ آپ کو خدا کے ساتھ کامل محبت تھی اور اخروی زندگی پر ایسا ایمان تھا کہ گویا آپ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ آپ ان پے در پے الہاموں کے باوجود ایسے شوق اور ایسے انہماک کے ساتھ دین کی خدمت میں لگے رہے کہ گویا کوئی بات ہوئی ہی نہیں بلکہ اس خیال سے اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کر دیا کہ اب میں اپنے محبوب سے ملنے والا ہوں، اس لئے اس کے قدموں میں ڈالنے کے لئے جتنے پھول چن سکوں چن لوں۔

مرض الموت میں آپ پر کئی مرتبہ بے ہوشی طاری ہوئی۔ جب بھی آپ کو ہوش آتا، ایک ہی کلمہ آپ کے منہ سے سنائی دیتا "اللہ ۔۔۔۔۔۔۔ میرے پیارے اللہ" (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۵۴۷)

مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کے تعلق باللہ کے معترف تھے۔ ایک ہندو نے کہا کہ

"میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے اور اپنے جلوے دکھا رہا ہے۔ اگر ایسے لوگوں میں پرمیشور اوتار نہ لے تو پھر کس میں اپنا روپ دھار کر اپنے آپ کو ظاہر کرے"۔ (تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۴)

حضرت مسیح موعود ۔۔۔ کا اپنے رب کے ساتھ تعلق نہایت مضبوط تھا۔ ایسا تعلق جو مصائب کی آندھیوں اور مخالفت کے طوفانوں میں بھی ٹوٹ نہ سکا۔ اپنی اس کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آئے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہیں کریں گے تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ پھر بھی اس عشق و محبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ میں تو اسے دیکھ چکا ہوں"

(سیرت حضرت مسیح موعود از حضرت مولانا عبدالکریم صاحب)

آیئے اب تصویر کے دوسرے رخ کی طرف بھی نگاہ کریں۔ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود کا یہ حال تھا کہ اپنے رب کے عشق میں دیوانہ ہوئے جارہے تھے اور اس کی رضا کی خاطر ہر قسم کے ایذاء اور دکھ سہنے پر آمادہ تھے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ نے بھی حضور کی اس محبت کو ایسی قدر شناسی سے نوازا کہ جو اس کی بے پایاں رحمت کا حق اور اس کی بے نظیر قدر شناسی کے شایان شان ہے۔ خدا تعالیٰ نے بار بار آپ کو الہاماً بتایا کہ

I AM WITH YOU

پھر آپ کو خبر دی کہ

"و انی جاعلک للناس اماماً"

خدا کے دربار سے آپ کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب ملا۔ نیز آپ کو خوشنودی کا سرٹیفکیٹ عطا کیا:۔

"اس زمانہ میں کوئی معرفت الٰہی اور کوئی محبت الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں"۔ (ضرورۃ الامام صفحہ ۳۱)

پھر فرمایا:۔

"ہم نے تجھے خالص دوستی کے لئے چن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔۔۔۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے۔ وہ تیرے مجد کو زیادہ کرے گا اور ذریت کو بڑھائے گا اور من بعد تیرے خاندان کا تجھ سے ہی ابتدا قرار دیا جائے گا۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا"۔

"میں تجھے برکت پر برکت بخشوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ (تذکرہ طبع سوم صفحہ ۱۸۴)

میں اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود ۔۔۔ کی محبت کا جذبہ آپ کی ذات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ کو اس بات کی بھی انتہائی تڑپ تھی کہ عشق کی یہ چنگاری دوسروں کے دلوں میں بھی بھڑک اٹھے۔ آپ فرماتے ہیں

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں

بقیہ ۴۵

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تعارف کتب نمبر ۸

"پیغام صلح"

یہ رسالہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی زندگی کے آخری دو تین دنوں میں تصنیف فرمایا۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳)

یہ رسالہ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ نے ہندوستان میں نفاق اور پھوٹ دور کرنے اور باہم صلح و آشتی قائم کرنے کے لئے لکھا اور جو آپ کے وصال کے بعد مورخہ ۲۱ جون ۱۹۰۸ء کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسہ میں بمقام پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور میں پڑھا گیا۔

"مگر جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیوں کر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کرسکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کرسکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے"۔

آپ نے اس میں فرمایا کہ ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اس خدا کے ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں۔ اور ایسا ہی باعث ایک ہی ملک کے باشندے ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ جو انسانی طاقتیں اس نے ایک قوم کو دیں وہی دوسری کو بھی۔۔۔۔ پس

Digitized By Khilafat Library Rabwah

یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروت اور سلوک کے ساتھ پیش آئیں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔

بعد ازاں حضور نے سورۃ فاتحہ کی آیت الحمد للہ رب العلمین سے استدلال کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ اور آریہ کے اس عقیدہ کا رد کیا کہ نبوت اور الہام کا تعلق صرف ایک قوم اور ملک سے ہے۔ آپ نے بتایا کہ جس طرح خدا تعالیٰ ہر ایک ملک کے باشندوں کی ان کے مناسب حال جسمانی تربیت کرتا ہے ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے۔

پھر آپ نے اس مسئلہ کا جواب بھی دیا کہ باہم مذہبی اختلافات صلح کے لئے امر مانع ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ وہی اختلاف صلح کا مانع ہوگا جس میں کسی کے مقبول پیغمبر اور مقبول الہامی کتاب پر توہین اور تکذیب کے ساتھ حملہ کیا جائے۔ مزید یہ کہ جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔ اس ضمن میں آپ نے سری کرشن کے ملہم من اللہ اور نبی اور اوتار ہونے کی تصدیق فرمائی۔ اسی طرح آپ نے بابا نانک کے ملہم ہونے کا ذکر کیا نیز ان کے مسلمان ہونے کے بھی دلائل پیش کئے۔ ان دونوں بزرگوں کے ذکر سے آپ نے اس بات کو ثابت کیا کہ الہام کا دروازہ بند نہیں ہوا بلکہ وہ ہمیشہ کھلا ہے اور کھلا رہے گا۔ اس کے ساتھ آپ نے اپنے وحی و الہام ذکر کر کے ثابت کیا کہ وحی و الہام اس زمانے میں بھی جاری ہیں۔

اس کے بعد آپ نے اس خیال اور عقیدہ کی حقیقت بیان فرمائی کہ جو یہ کہا جاتا ہے کہ الہام اور وحی اور نبوت صرف فلاں قوم یا فلاں ملک سے مخصوص ہے اس کے علاوہ یہ الہام کسی اور کو نہیں مل سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ مختلف قوموں میں اپنی قوم اور اپنے ملک کے متعلق اس قسم کے خیالات اور عقائد پائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ ایک دوسرے سے جدا جدا تھے اور باہم میل جول نہ تھا۔ اس لئے مختلف قوموں میں جہاں خدا کے انبیاء وحی و الہام کے ساتھ آئے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ انعام صرف ہمیں ہی مل رہا ہے۔ بعد ازاں جب خدا تعالیٰ نے درمیانی پردہ اٹھا دیا اور زمین کی آبادی کے متعلق کسی قدر لوگوں کی معلومات وسیع ہوگئی تو وہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ وہ تمام غلط خصوصیتیں جو الہامی کتابوں اور اپنے رشیوں اور رسولوں کی نسبت لوگوں نے اپنے ہی دلوں سے تراش کر اپنے عقائد میں داخل کر لی تھیں وہ ان کے دلوں میں خوب راسخ اور پتھر کے نقش کی طرح ہوگئیں۔ اور ہر ایک قوم یہی خیال کرتی تھی کہ خدا کا صدر مقام ہمیشہ ان کے ملک میں رہا ہے اور چونکہ ان دنوں میں اکثر قوموں پر وحشیانہ خصلتیں غالب تھیں اور ایک پرانی رسم کے مخالف کو تلوار کے ساتھ جواب دیا جاتا تھا۔ اس وقت کس کی مجال تھی کہ ہر ایک کی خودستائی کے جوشوں کو ٹھنڈا کر کے ان کے درمیان صلح کراتا۔ گوتم بدھ نے اس صلح کا ارادہ کیا تھا اور وہ اس بات کا قائل نہ تھا کہ جو کچھ ہے وید ہے آگے کچھ نہیں۔ اور نہ وہ قوم، ملک اور خاندان کی خصوصیت کا اقراری تھا۔ لہذا اس نے اس اختلاف سے بڑا دکھ اٹھایا اور اس کا نام ایک دہریہ اور ناستک مت والا رکھا گیا۔

پھر حضور پرنور نے صلح کے لئے اس اصول کو ضروری قرار دیا کہ ہم ایک دوسرے کے بزرگ نبیوں کی ہتک اور ان کو گالیاں دینے سے رک جائیں اور ان کی عزت و تکریم کریں۔ کیونکہ وہ تمام انبیاء جو مختلف زبانوں میں ہوئے وہ سچے اور راستباز تھے اور ان کی الہامی کتابیں بھی اپنے وقت کے لئے راہنما تھیں۔ اور ان کی سچائی اور ان کے خدا کی طرف سے ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان کے وقت کے لاکھوں اور کروڑوں لوگوں نے ان کو مانا اور ان کی اطاعت کو قبول کیا۔ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ مقبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی کاذب ان کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔

اس کے ساتھ حضور نے یہ بھی بیان کیا کہ تمام الہامی مذہبوں کی الہامی کتابیں خدا کی طرف سے تھیں مگر چونکہ وہ ایک مخصوص زمانے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کے لئے ہوتی تھیں اس لئے جب ان کا وقت گزر گیا اور خدا نے ان کی حفاظت ترک کر دی تو ان کے ماننے والوں نے اس میں کمی بیشی کر دی۔ پس ہم خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور جو کچھ اس کی تعلیم میں غلطیاں ہیں وہ وید کے بھاشکاروں کی غلطیاں سمجھتے ہیں۔ پس جو سلوک ہم ہندو مذہب سے کرتے ہیں چاہیئے کہ وہ ہمارے ساتھ کریں۔ اس سلسلہ میں حضور نے ہندوؤں اور آریاؤں کے سامنے ایک تجویز پیش کی کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامے پر دستخط کرنے پر تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہو گی ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کریں گے اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ تمام بغضوں اور کینوں کی جڑھ دراصل اختلاف مذہب ہے۔ اور اس اختلاف کو دور کرنے اور دلی صفائی جس کو در حقیقت صفائی کہنا چاہیئے حاصل کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کر لیں اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دور کر کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کر لیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ تم میں اور ہندو صاحبوں میں سچی صلح کرانے والا صرف یہی ایک اصول اور یہی ایک ایسا پانی ہے جو کدورتوں کو دھودے گا۔

پھر حضور قرآن اور اسلام کی خوبیاں بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر قوم کے نبی کو مان لیا۔ اسی طرح قرآن نے یہ اصول بتایا کہ تم دوسروں کے معبودوں کو گالی نہ دو کہ وہ پھر تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھہرو گے۔

آخر پر حضور نے اسلام کی تعلیم کی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ پہلی تعلیمات صرف وقتی اور ایک علاقے کے لئے تھیں۔ جب کہ اسلام کی تعلیم عالمگیر اور پہلی تعلیموں کے مقابلہ میں اعلیٰ اور افضل ہے۔

اہم سوالات

۱۔ اس اعتراض کا جواب دیں کہ مذہبی اختلافات کے ہوتے ہوئے صلح ہونا ناممکن ہے۔
۲۔ حضرت بابا نانک کے مسلمان ہونے کے دلائل پیش کریں۔
۳۔ مختلف قوموں میں اس عقیدہ کا سبب کیا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم پر ہی انعام کرتا ہے اور ہمارا ملک ہی اس کا صدر مقام ہے۔
۴۔ کیا مختلف قوموں میں آنے والے نبی اور ان کی کتابیں سچی ہیں۔ ان کی صداقت کی دلیل پیش کریں۔
۵۔ حضور اس کتاب میں صلح کا جو اصول بیان فرماتے ہیں تحریر کریں۔
۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا کے کیا حالات تھے نیز حضور کی بعثت کے مقاصد بیان کریں۔
۷۔ کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے؟ دلائل سے رد پیش کریں۔

(مرتبہ ظہیر احمد خاں تسنیم)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

دھندلے دھندلے نظر آتے ہیں اجالے ہم کو

کوئی گرداب تعصب سے نکالے ہم کو
راہ پر وحدت افکار کی ڈالے ہم کو

تیرہ بختی کا زمانے میں نہیں کوئی علاج
دھندلے دھندلے نظر آتے ہیں اجالے ہم کو

دل میں ہے درد نہ آنکھوں میں نمی کا ہے اثر
کوئی پھر کس لئے آنکھوں پہ بٹھالے ہم کو

اپنے ہاتھوں سے کیا دامن انصاف کو چاک
کوئی اس راہ تعدی سے ہٹالے ہم کو

کب ادا ہم نے کئے خالق و مالک کے حقوق
کون سمجھائے ہمیں کون سنبھالے ہم کو

رحم کرنا ہمیں آتا نہیں انسانوں پر
پڑ نہ جائیں کہیں خود جان کے لالے ہم کو

نہ تو راعی کی اطاعت نہ رعیت کا خیال
کر دیا نفس نے شیطاں کے حوالے ہم کو

روشنی سے ہمیں نفرت ہے اندھیروں سے لگاؤ
سانپ کی طرح سے ڈستے ہیں اجالے ہم کو

کھینچ کر لائی کہاں شامت اعمال ہمیں
نظر آتے ہیں اندھیرے بھی اجالے ہم کو

(مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تاریخ

تحریک پاکستان اور جماعت احمدیہ

ہندوستان کی آزادی میں گول میز کانفرنسوں کے انعقاد نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ اور ہندوستان میں ایک متفقہ دستور کے قیام کی راہ ہموار ہوئی۔ جو ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے نام سے مشہور ہوا۔ لندن میں تین گول میز کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ پہلی ۱۲، نومبر ۱۹۳۰ء تا ۱۹، جنوری ۱۹۳۱ء، دوسری ۷، ستمبر ۱۹۳۱ء تا یکم دسمبر ۱۹۳۱ء، تیسری ۱۷، نومبر ۱۹۳۲ء تا ۲۴، دسمبر ۱۹۳۲ء۔ قائد اعظم محمد علی جناح، محمد اقبال اور سر آغا خان نے مختلف اوقات میں اس کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کی۔ مگر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب تینوں کانفرنسوں میں شریک ہوئے۔ آپ نے حضرت مصلح موعود کی ہدایات اور راہنمائی کے مطابق مسلمانان ہند کے حقوق کی جس احسن رنگ میں وکالت کی اس کے نتیجہ میں ہندوستان بھر میں آپ کی مسلم حقوق کے نمائندہ کی حیثیت سے دھوم مچ گئی اور اخبارات نے خوب دل کھول کر آپ کی خدمات کا اعتراف کیا۔ چنانچہ تحریک پاکستان کے مؤرخ ڈاکٹر عاشق حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں:۔

"ڈاکٹر صاحب۔۔۔۔ عملی سیاست دان نہ تھے۔۔۔۔ انہیں ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن جانا پڑا۔۔۔ گول میز کانفرنس سے اس قدر برگشتہ خاطر ہوئے تھے کہ استعفےٰ دے کر واپس چلے آئے۔۔۔ گول میز کانفرنس کے مسلمان مندوبین میں سے سب سے زیادہ کامیاب آغا خان اور چوہدری ظفر اللہ خان ثابت ہوئے"۔ (اقبال کے آخری دو سال صفحہ ۱۴۔۱۵)

ہندو اخبار تیج نے اپنے لندن کے نامہ نگار کے حوالے سے لکھا:۔ "مسلم ڈیلی گیٹوں میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے خاص شہرت حاصل کرلی ہے۔۔۔۔ وہ اپنی قابلیت کے باعث سر محمد شفیع مسٹر جناح اور ڈاکٹر شفاعت احمد خان پر سبقت لے گئے ہیں"۔ (اخبار تیج بحوالہ الفضل ۷، فروری ۱۹۵۲ء)

برصغیر کے نامور صحافی اور مشہور صوفی خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی متولی درگاہ نظام الدین اولیاء نے اپنے اخبار "منادی" میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی یوں تصویر کشی کی ہے:۔

"دراز قد مضبوط اور بھاری جسم عمر چالیس سے زیادہ گندمی رنگ چوڑا چکلا چہرہ فراخ چشم فراخ عقل فراخ علم اور فراخ عمل قوم مسلمان عقیدہ قادیانی چپ رہتے ہیں اور بولتے ہیں تو کانٹے میں تول کر اور بہت احتیاط کے ساتھ پورا تول کر بولتے ہیں۔۔۔۔ سیاسی عقل ہندوستان کے ہر مسلمان سے زیادہ رکھتے ہیں۔۔۔۔ گول میز کانفرنس میں ہر ہندو اور مسلمان اور ہر انگریز نے چوہدری ظفر اللہ خان کی لیاقت کو مانا اور کہا کہ مسلمانوں میں اگر کوئی ایسا آدمی ہے جو فضول اور بے کار بات زبان سے نہیں نکالتا اور نئے زمانے کی پالیٹکس پیچیدہ کو اچھی طرح سمجھتا ہے تو وہ چوہدری ظفر اللہ ہے۔۔۔۔ ظفر اللہ ہر انسانی عیب سے پاک اور بے لوث ہے"۔ (منادی ۲۴، اکتوبر ۱۹۳۴ء)

قائد اعظم کی سیاست میں واپسی

قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کے رویہ اور کانگریس میں شامل (جمیعت علماء ہند اور احرار) کے طرز عمل سے سخت مایوس ہو کر ہندوستان کو خیر باد کہہ کر انگلستان میں رہائش اختیار کرلی۔ قائد اعظم کے اس فیصلے سے کانگریس اور کانگریس نواز علماء کھل کھیلے اور ان کو مستقبل کی حکومت کے خواب نظر آنے لگے مگر حضرت مصلح موعود کا دل مسلمانوں کی اس کسمپرسی پر تڑپ اٹھا کہ مسلمان ایک عظیم سیاسی لیڈر کی قیادت سے محروم ہو رہے ہیں چنانچہ آپ نے مولانا عبدالرحیم صاحب درد مربی انگلستان کے ذریعہ قائد اعظم سے رابطہ قائم کیا۔ حضرت مصلح موعود۔۔۔ کی دلی خواہش تھی کہ قائد اعظم جلد واپس آکر ہندوستان کی سیاست میں بھرپور حصہ لیں اور مسلمانان ہند پھر اپنے لیڈر کی قیادت میں ترقی کی منازل طے کر سکیں۔ اس کام کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے محترم درد صاحب کو منتخب فرمایا۔ چنانچہ آپ مارچ ۱۹۳۳ء میں دوبارہ انگلستان تشریف لے گئے۔ اور حضور کی ہدایت و منشاء

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کے مطابق قائداعظم محمد علی جناح سے متعدد ملاقاتیں کیں اور انہیں ہندوستان واپس آنے پر مجبور کیا۔ اس سلسلہ میں قائد اعظم نے درد صاحب کے اسرار پر اپریل ۱۹۳۳ء کو عیدالاضحیہ کے موقع پر ہندوستان کے مستقبل کے عنوان پر تقریر فرمائی اور تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا

THE ELOQUENT PERSUATION-
OF THE IMAM LEFT ME NO ESCAPE

کہ امام صاحب کی فصیح و بلیغ ترغیب نے میرے لئے کوئی راہ بچنے کی نہیں چھوڑی قائداعظم کی یہ تقریر برطانوی اور ہندوستانی پریس کی خاص توجہ کا مرکز بن گئی۔ تمام بڑے بڑے اخبارات نے تقریر شائع کی مگر ساتھ ہی یہ چہ میگوئیاں بھی ہونے لگیں کہ ایک مذہبی جماعت کے مرکز میں سیاسی لیکچر کی کیا وجہ ہے؟ اگرچہ قائداعظم "بیت" احمدیہ لنڈن میں ایک تقریر کر کے ہندوستان کے مسلمانوں کے مسائل میں اپنی دلچسپی کا اظہار کر چکے تھے مگر وہ باقاعدہ طور پر ہندوستان کی سیاست میں حصہ لینے کے لئے ہندوستان نہیں آئے تھے قائد اعظم کو ہندوستان واپس لانے کے لئے درد صاحب نے متعدد ملاقاتیں کیں اور یوں آہستہ آہستہ قائداعظم کو واپس وطن لانے کے مشن میں کامیابی حاصل کر لی چنانچہ درد صاحب اس سلسلہ میں لندن کی ایک اہم ملاقات کا ذکر یوں کرتے ہیں:-

"یہ بھی حضور ایدہ اللہ کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ قائداعظم نے انگلستان سے ہندوستان واپس آکر مسلمانوں کی سیاسی قیادت سنبھالی اس طرح بالآخر ۱۹۴۷ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔۔۔۔ وہاں میں نے ان سے تفصیلی ملاقات کی اور انہیں ہندوستان واپس آکر سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کیا۔ مسٹر جناح سے میری یہ ملاقات تین چار گھنٹے تک جاری رہی۔ میں نے انہیں آمادہ کر لیا کہ اگر اس آڑے وقت میں جب کہ مسلمانوں کی راہنمائی کرنے والا اور کوئی نہیں ہے، انہوں نے ان کی پھنسی ہوئی کشتی کو پار لگانے کی کوشش نہ کی تو اس قسم کی علیحدگی قوم کے ساتھ بے وفائی کے مترادف ہوگی۔۔۔۔۔ اس کے بعد قائداعظم انگلستان کو خیرآباد کہہ کر ہندوستان واپس آئے"۔ (تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ ۱۰۹-۱۱۰)

تحریک پاکستان کے مایہ ناز بزرگ صحافی اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے پرائیویٹ سیکرٹری میاں محمد شفیع (م م ش) قائد اعظم کو واپس ہندوستان لانے کے سلسلہ میں درد صاحب کی کوششوں کے متعلق لکھتے ہیں:-

(ترجمہ) "مسٹر جناح ہندوستان کی گندی سیاست سے اس قدر بد دل ہوگئے اور رائے عامہ کے ہندوستانی لیڈروں سے اتنے برگشتہ خاطر ہوئے کہ انہوں نے ہندوستانی سیاست سے ریٹائر ہونے کا فیصلہ کر لیا اور اس علامت کے طور پر انہوں نے لندن میں قریباً ہمیشہ کے لئے قیام کر لیا۔ یہ مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد امام "بیت" لندن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح پر زور دیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آکر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح ۱۹۳۴ء میں ہندوستان واپس آئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں بلامقابلہ منتخب ہوئے"۔

قرار داد پاکستان ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں پاس ہوئی۔ (یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے ۲۳ مارچ ہی جماعت احمدیہ کا یوم تاسیس ہے) سر سٹیفورڈ کرپس نے ہندوستان کی آزادی کا ایک جدید فارمولا پیش کیا جسے مسلم لیگ اور کانگریس نے مسترد کر دیا۔ جب مستقبل بالکل تاریک دکھائی دے رہا تھا اس اہم موقعہ پر حضرت مصلح موعود نے ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء کو خطبہ جمعہ کے ذریعہ انگلستان اور ہندوستان کو مفاہمت اور مصالحت کی دعوت دی کہ دونوں مل کر اس مسئلے کا حل ڈھونڈیں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"وقت آگیا ہے کہ انگلستان برٹش ایمپائر کے دوسرے ممالک بالخصوص ہندوستان کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے اور اس کے ساتھ صلح کرنے کے لئے پرانے جھگڑوں کو بھلا دے اور دونوں مل کر دنیا میں آئندہ ترقیات اور امن کی بنیادوں کو مضبوط

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کریں---- اے انگلستان تیرا فائدہ ہندوستان سے صلح کرنے میں ہے---- دوسری طرف میں ہندوستان کو بھی یہی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی انگلستان کے ساتھ اپنے اختلافات بھلادے------ میں انگلستان کو دعوت دیتا ہوں کہ آؤ اور ہندوستان سے صلح کرلو اور میں ہندوستان کو دعوت دیتا ہوں کہ جاؤ اور انگلستان سے صلح کرلو"۔ (الفضل ۱۷، جنوری ۱۹۴۵ء)

برطانوی سرزمین پر چوہدری ظفراللہ خاں صاحب کا نعرہ حق

اسی دوران ۱۹۴۵ء میں چوہدری ظفراللہ خان صاحب کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں ہندوستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے انگلستان تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے حکومت برطانیہ کو واشگاف الفاظ میں ہندوستان کو آزاد کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا:-

"اے دولت مشترکہ کے سیاستدانوں! کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ ہندوستان کے ۲۵ لاکھ فرزندانوں نے میدان جنگ میں مملکت برطانیہ کی آزادی کی حفاظت کے لئے داد شجاعت دی ہو لیکن خود ہندوستان ابھی تک اپنی آزادی کا منتظر اور اس کے لئے ملتجی ہو--- شائد ایک مثال اس کیفیت کو واضح کرنے میں مدد ہوسکے۔ چین کی آبادی اور رقبہ ہندوستان کی آبادی اور رقبے سے بے شک زیادہ ہے لیکن وسعت اور آبادی کے علاوہ باقی ہر لحاظ سے چین آج ہندوستان سے کوسوں پیچھے ہے۔ تعلیم، صنعت و حرفت، وسائل آمدورفت غرض خوشحالی کے تمام عناصر کے لحاظ سے ہندوستان چین سے کہیں آگے نظر آتا ہے۔ پھر بھی کیا وجہ ہے کہ چین تو آج کی دنیا کی بڑی طاقتوں میں شمار ہوتا ہے اور ہندوستان کسی گنتی میں نہیں۔ کیا اس کی وجہ صرف یہ نہیں کہ چین آزاد ہے اور ہندوستان محکوم؟"۔

محترم چوہدری صاحب نے ہندوستان کے عوام کی آزادی کا اعلان ان الفاظ میں کیا:-

"لیکن یہ حالت اب دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ ہندوستان بیدار ہو چکا ہے اور آزاد ہو کر رہے گا"۔

چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے ہندوستان کی آزادی کا مطالبہ ایسے زوردار الفاظ میں اٹھایا جس سے انگلستان اور ہندوستان کے اخبارات میں تہلکہ مچ گیا۔ چنانچہ اخبار پرتاب لکھتا ہے:-

"ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کے جج محمد ظفراللہ خان آج کل لندن گئے ہوئے ہیں۔ کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں ہندوستان ڈیلی گیشن کے لیڈر کی حیثیت سے لندن میں جو آپ نے تقریریں کی ہیں ان سے ہندوستان تو کیا ساری کامن ویلتھ میں تہلکہ مچ گیا---- آپ نے برطانوی حکمرانوں کو کھری کھری سنائیں کہ سننے والے دنگ رہ گئے۔ برطانوی حکومت کے درجنوں تنخواہ دار ایجنٹوں کے کئے کرائے پر آپ کی ایک تقریر نے پانی پھیر دیا"۔ (پرتاب ۲۲، فروری ۱۹۴۵ء)

چوہدری صاحب کی تقریر کے نتیجہ میں لارڈ ویول برطانوی وزیر اعظم اور دیگر سیاستدانوں کے مشورہ سے ۵، جون ۱۹۴۵ء کو نئی تجاویز لے کر ہندوستان واپس آئے۔ اس اہم موقعہ پر حضرت مصلح موعود نے ۲۲، جون ۱۹۴۵ء کے خطبہ جمعہ میں مسلمان اور ہندو لیڈروں کو یہ پیغام دیا:-

"کہ انگلستان صلح کے لئے ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ دو سو سال سے ہندوستان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ وہ اس پیش کش کو قبول کرکے آئندہ نسلوں پر احسان عظیم کریں"۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کے اس خطبہ سے متاثر ہو کر مشہور اہل حدیث عالم مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار میں لکھا:-

"یہ الفاظ کس جرات اور حیرت کا ثبوت دے رہے ہیں کانگریسی تقریروں میں اس سے زیادہ نہیں ملتے۔ چالیس کروڑ ہندوستانیوں کو غلامی سے آزاد کرانے کا ولولہ جس قدر خلیفہ جی کی اس تقریر میں پایا جاتا ہے وہ گاندھی جی کی تقریر میں بھی نہیں ملے گا"۔

(اہل حدیث امرتسر ۶، جولائی ۱۹۴۵ء)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ایک وسیع اسلامی اتحاد کی بنیاد

حضرت مصلح موعود۔۔۔۔ نے پاکستان پہنچ کر پاکستان کے مستقبل کے متعلق یہ پر شوکت اعلان فرمایا:-

"پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقعہ میسر آگیا اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اب ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں تو دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہوسکتا ہے مگر پھر بھی پاکستان ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ ہمیں اپنا قدم اس سے آگے بڑھانا چاہیئے۔ اور پاکستان کو اسلامستان کی بنیاد بنانا چاہیئے۔ بیشک پاکستان بھی اہم چیز ہے۔ بیشک عرب بھی ایک اہم چیز ہے۔ بیشک حجاز بھی ایک اہم چیز ہے۔ بیشک مصر بھی ایک اہم چیز ہے۔ بیشک ایران بھی ایک اہم چیز ہے۔ مگر پاکستان اور عرب اور حجاز اور دوسرے اسلامی ممالک کی ترقیات صرف پہلا قدم ہیں۔ اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے۔ ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے۔ ہم نے پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عزت اور آبرو کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ ہمیں پاکستان کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں عرب کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے مگر ہمیں حقیقی خوشی تب ہوگی جب سارے ملک آپس میں اتحاد کرتے ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں گے۔ ہم نے اسلام کو اس کی پرانی شوکت پر قائم کرنا ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ ہم نے عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور ہم نے عدل و انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے۔ یہی اسلامستان ہے جو دنیا میں حقیقی امن قائم کرے گا اور ہر ایک کو حق دلائے گا جہاں روس اور امریکہ فیل ہوا۔ مکہ اور مدینہ ہی انشاءاللہ کامیاب ہوں گے"۔ (الفضل ۲۳، مارچ ۱۹۵۶ء)

حرف آخر

۱۴، اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشے پر ایک بڑا اسلامی ملک پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ اس ملک کے قیام میں جہاں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں نے اپنی اپنی جگہ پر قربانیاں دیں وہاں پر جماعت احمدیہ نے نہایت ہی مؤثر اور کلیدی کردار ادا کیا۔ اس کی چند جھلکیاں گزشتہ صفحات میں پیش کی گئیں ہیں۔ جماعت احمدیہ نے پاکستان کے قیام کے لئے ایڑی چوٹی کا جوزور لگایا وہ اپنے ایک آزاد وطن کے قیام کے لئے تھا۔ احمدیوں کو اپنے اس وطن سے اس لئے شدید محبت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

حب الوطن من الایمان

یعنی وطن کی محبت ایمان کا جزو ہے اور آج ہر احمدی کے جسم میں پاکستان کی محبت خون بن کر دوڑ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے ملک کو دن بدن زیادہ سے زیادہ مضبوط اور خوشحال اور مستحکم بنائے۔ آمین

(اقتباسات از "تحریک پاکستان میں جماعت احمدیہ کی قربانیاں" مصنف مرزا خلیل احمد صاحب قمر)

نتیجہ مقابلہ مضمون نویسی
بعنوان وسعت حوصلہ

اول :- محمد منیر احمد شمس طاہر ہوسٹل ربوہ

دوم :- محمد عامر دارالذکر فیصل آباد

سوم :- اظہر حلیم شبیر دارالرحمت وسطی ربوہ

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کے اعراب و نقاط کا تاریخی جائزہ

(تحریر و تحقیق۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب)

عرب میں اعراب و نقاط کا وجود لکھنے پڑھنے میں زمانہ قدیم سے تھا۔ (ادب العرب جلد اول صفحہ ۵۹ بحوالہ تاریخ قرآن از عبدالصمد صارم صفحہ ۱۲۸) جو کسی زمانہ میں ترک کر دیا گیا۔۔۔ مگر تاریخ سے اس زمانہ کی تعیین نہیں ہو سکی۔

حضرت ابن عباس کی ایک روایت میں نقطوں کے موجد کا نام عامر بن جدرہ بتایا گیا ہے جو قبیلہ بولان کا آدمی تھا۔ (صبح الاعشی جلد ۳ صفحہ ۸)

پس جب ہم قرآن پر نقطوں کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب نقطوں کی ایجاد نہیں بلکہ قرآن کریم میں ان کا اولین استعمال ہے۔

قرآن کریم کی اولین کتابت میں نقطے اور اعراب نہیں لگائے گئے تھے، اس کا پس منظر معلوم کرنے کے لئے عربی رسم الخط کا ذکر ضروری ہے جو اس زمانے میں نقطوں اور اعراب سے خالی ہوتا تھا۔ ظہور اسلام کے وقت عرب میں جو خط رائج تھا۔ اس کی نسبت حیرہ کی طرف ہے۔ (حیرہ کوفہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع تھا، جسے اب "نجف" کہتے ہیں۔ (معجم البلدان)

بعد میں یہی خط "خط کوفی" کے نام سے مشہور ہوا۔ ("تاریخ القرآن" از ابراہیم الابیاری صفحہ ۱۵۳)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں قرآن کریم کی کتابت کس خط میں کروائی اور حضرت ابو بکر کے عہد میں قرآن کی تدوین کس خط میں ہوئی؟ اس کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس قرآن کا کوئی نمونہ یا عکس دستیاب نہیں ہوا۔ تاہم قوی قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خط کوفی میں ہی ہوگا کیونکہ

(۱) عرب میں اس وقت وہی خط متداول اور مروج تھا اور صحابہ نے اسی کو سیکھا تھا۔

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تبلیغی خطوط مختلف حکمرانوں کو ارسال فرمائے تھے ان میں سے بعض کے جو عکس اس وقت تک دستیاب ہو چکے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطوط خط کوفی میں ہی تھے۔

(۳) صحابہ میں سے جن کے لکھے ہوئے مصاحف ملتے ہیں مثلاً حضرت عمر، حضرت علی، حضرت حسن وغیرہ وہ صاف خط کوفی میں ہیں۔

(۴) حضرت عثمان کے دور خلافت میں قرآن کو لغت قریش کے مطابق لکھا گیا جو ۳۰ ھجری میں تیار ہوا۔ یہ نسخہ مصحف امام کہلاتا ہے اور یہ بھی کوفی خط میں تھا۔

خط کوفی

خط کوفی پر اعراب اور نقاط نہیں لگائے جاتے تھے اس لئے مصحف امام اور حضرت عثمان کے عہد کے دوسرے مصاحف پر نہ تو نقاط تھے اور نہ ہی اعراب لگائے گئے تھے، مگر پڑھنے میں اعراب و نقاط محفوظ تھے، یعنی س، س ہی پڑھا جاتا تھا اور ش، ش ہی۔ فتحہ (یعنی زبر) فتحہ ہی پڑھی جاتی تھی۔ کیونکہ عرب اس پر قادر تھے اور وہ حروف کو صحیح طور پر ادا کرنے کے لئے اعراب اور نقطوں سے بے نیاز تھے۔

تاریخ القرآن میں لکھا ہے

لکن ملکتہ الاعراب الموجودۃ فی نفوسھم قبل اختلاطھم بالامم العجمیۃ صانت لسانھم عن اللحن

(تاریخ القرآن از عبدالصمد صارم ص: ۱۲۹)

یعنی غیر عرب قوموں کے ساتھ ملنے جلنے سے قبل عربوں کے نفوس میں اعراب کا ملکہ موجود تھا۔ اور اسی نے ان کی زبان کو اغلاط سے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ پس لکھنے والا خالی حرف لکھنے پر اکتفا کرتا تھا اور پڑھنے والے اسی طرز کے عادی تھے کہ انہیں بغیر لفظوں کے تحریر پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی۔ اور سیاق و سباق کی مدد سے مشتبہ حروف میں امتیاز بھی باسانی ہو جاتا تھا۔ بلکہ بسا اوقات نقطے ڈالنے کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مؤرخ مدائنی نے ایک ادیب کا مقولہ نقل کیا ہے کہ
كثرة النقط فى الكتاب سوء ظن بالمكتوب اليه
(صبح الاعشیٰ جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)۔ یعنی خط میں کثرت سے نقطے ڈالنا مکتوب الیہ کے فہم پر بدگمانی کرنا ہے۔

آغاز کار

قرآن کریم میں نقاط و اعراب اور اشکال و علامات کا رواج حضرت عثمانؓ کے بعد ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اسلامی سلطنت کے پھیلاؤ کے ساتھ مختلف ممالک کی عجمی اقوام اسلام میں داخل ہوئیں جن کی مادری زبان عربی نہ تھی اور الفاظ و حروف کے صحیح تلفظ کی قدرت ان میں عموماً نہیں پائی جاتی تھی۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت میں غلطیاں ہونے لگیں۔
اس صورت حال کو حضرت علی کی دور بین نگاہ نے بھانپ لیا اور لوگوں کو تلاوت قرآن میں غلطیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے پہلی اینٹ خدا نے ان کے ہاتھ سے رکھوائی۔
انہوں نے ایک شخص کو قرآن کریم غلط پڑھتے ہوئے سنا تو انہیں خیال پیدا ہوا کہ کوئی ایسا قاعدہ بنادیا جائے جس سے اعراب میں غلطی واقع نہ ہوسکے۔ چنانچہ انہوں نے ابوالاسود دئلی کو چند قواعد بتا کر اس فن کی تدوین پر مامور کیا اور اس طرح "علم النحو" کے ابتدائی اصول وجود میں آئے۔ (الفہرست ابن ندیم۔ مقالہ دوم ص: ۱۰۵ و تاریخ الخلفاء حالات حضرت علیؓ ص: ۲۲۸)
تھوڑے عرصے کے بعد یہ ضرورت بھی محسوس کی گئی کہ قرآن پر نقاط اور اعراب وغیرہ لگائے جائیں تاکہ نئے آنے والے قرآن صحیح طور پر پڑھ سکیں اور زبانوں اور لہجوں کے اختلاف کے باوجود وحدت کا رنگ پیدا کیا جاسکے۔ یہ کام بھی حضرت علی کے شاگرد ابوالاسود اور اس کے تلامذہ کے ذریعے سرانجام پایا۔

علماء کی مخالفت اور ان کا رجوع

یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ قرآن کریم کی ظاہری اور لفظی حفاظت کے پیش نظر علمائے سلف میں سے اکثر قرآن کریم پر نقاط یا دوسری علامات و نشانات لگانا مکروہ بلکہ ایک طرح کی بدعت سمجھتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے
"قرآن کو خالص رہنے دو اور اس میں کسی چیز کو مت ملاؤ"۔ (تفسیر الاتقان اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۳۹)
یہی خیال حضرت ابن عمرؓ، قتادہؓ، حضرت حسن بصری، ابن سیرین اور امام نخعی کا تھا۔ (صبح الاعشیٰ جلد ۳ صفحہ ۱۵۸)
حضرت امام مالک نے درمیانی راستہ اختیار کیا۔ وہ پڑھے لکھے لوگوں یا بچوں کے لئے تو ایسے مصاحف جائز سمجھتے تھے جن پر نقاط و علامات لگادی جائیں، لیکن بالغوں کے لئے اس کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔
(الموسوعة القرآنية الميسرة ، صفحه ۹۷ جلد ۲)
مگر لوگ آہستہ آہستہ نقطوں اور اعراب والے قرآن کی طرف راغب ہوتے گئے اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ اس فعل کو بنظر استحسان دیکھا جانے لگا اور علماء نے اس کو پسندیدہ قرار دیا۔ (الاتقان جلد ۲ صفحہ ۵۳۹)
جس طرح پہلے یہ خطرہ تھا کہ نقطے اور اعراب لگانے سے کہیں قرآنی حروف تبدیل نہ ہوجائیں اب یہ خطرہ دامن گیر ہوا کہ اگر قرآن پر نقطے اور اعراب نہ لگائے گئے تو جاہل لوگ اس کی تلاوت میں غلطیوں کے مرتکب ہونگے۔ خلاصہ یہ کہ الفاظ قرآن کی حفاظت کا خیال پہلے نقاط و اعراب سے کراہت کا موجب تھا اور بعد میں یہی جذبہ نقطے اور اعراب لگانے کا محرک بن گیا۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تدریجی مراحل

قرآن پر اعراب اور نقاط لگانے کا کام تدریجی طور پر کمال کو پہنچا۔ آغاز کار اعراب سے ہوا مگر وہ اعراب کی موجودہ شکل نہ تھی بلکہ اعراب اور حرکات کا اظہار نقاط کے ذریعہ کیا گیا۔ یعنی نقاط تو لگائے گئے مگر وہ اعراب و حرکات کے قائمقام تھے اور ان کی حیثیت ان نقاط کی نہیں تھی جن سے آج ہم واقف ہیں۔
(علوم القرآن صفحہ ۱۳۳)

ابوالاسود نے یہ کام حضرت علیؓ کے ارشاد پر کیا۔
(صبح الاعشیٰ جلد ۳ صفحہ ۱۵۱)

لیکن بعض دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ ابوالاسود نے یہ کام ۴۲ھ میں کیا۔
(مناهل العرفان بحوالہ علوم القرآن صفحہ ۱۳۳)

اور یہ بھی ذکر آتا ہے کہ ابوالاسود نے یہ کام والئ بصرہ زیاد بن ابی سفیان کے حکم پر کیا تھا۔ (البرھان جلد ۱ صفحہ ۲۵۱)

ابوالاسود (م۔ ۶۹ھ) قاضئ بصرہ تھے اور کبار تابعی تھے۔ انہوں نے نقط مصاحف پر ایک رسالہ بھی لکھا تھا جس کا تذکرہ مشہور قاری علامہ ابو عمر دانی نے کتاب المحکم میں کیا ہے۔ (دیباچہ اتقان صفحہ ۶۱)

دوسرا قدم

دوسرا قدم عبدالملک بن مروان (۶۵ھ تا ۸۶ھ) کے زمانہ میں اٹھایا گیا۔ اس سلسلہ میں حجاج بن یوسف (م۔ ۹۵ھ) کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ اس کی سرپرستی میں ۷۰ھ کے لگ بھگ ابوالاسود کے دو شاگردوں یحیی بن یعمر (م۔ ۱۲۹ھ) اور نصر بن عاصم (م۔ ۸۹ھ) نے اعراب اور نقاط کے کام کو آگے بڑھایا۔

بعض روایتوں کے مطابق یہ کام ۶۵ھ میں شروع ہوا اور ابوالاسود خود بھی اس میں شریک ہوئے۔ نصر بن عاصم کے سلسلہ میں تو یہ وضاحت ملتی ہے کہ انہوں نے حجاج کی منشاء کے مطابق ایک طرف تو باقاعدہ نقطے وضع کئے، جن کے ذریعے ہم شکل حروف میں امتیاز قائم ہوگیا۔ یعنی "د" پر کوئی نقطہ نہیں دیا اور "ذ" پر ایک نقطہ دے دیا گیا۔ اس کی وجہ سے حروف کے مابین اشتباہ ختم ہوگیا۔ نصر کی اسی خدمت کی وجہ سے اسے "نصر الحروف" بھی کہا جاتا ہے۔ (البرھان جلد ۱ صفحہ ۲۵۱)

نصر بصرہ کے قاری تھے اور ۸۹ھ میں وفات پائی۔ ایک اور اہم کام اس دور میں یہ کیا گیا کہ قبل ازیں اعراب کے قائمقام جو نقاط مقرر کئے گئے تھے ان میں اور حروف کے اصل نقاط میں امتیاز کرنے کے لئے الگ الگ رنگ مقرر کئے گئے۔ یعنی حروف اصلیہ پر نقطے سیاہ رکھے گئے اور اعراب کے لئے قرمزی یا سرخ رنگ کے نقطے لگائے گئے۔ (سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد نمبر ۳ ص: ۲۸۳ اپریل ۱۹۷۰ء)

ان اصلاحات سے الفاظ کا تلفظ اور لہجے آسان ہوگئے اور متشابہ الفاظ و حروف کے درمیان جو پیچیدگی واقع ہوجاتی تھی اس کا خاتمہ ہوگیا اور اعراب و نقاط لگانے کے جو اصول و قواعد بن گئے تھے اس کی وجہ سے آنیوالے مصلحین کا کام بہت سہل ہوگیا۔

نئی شکلیں

زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے رسم الخط کو آسان اور خوبصورت بنانے کی جدوجہد جاری رہی۔ اور نئی نئی صورتیں اختیار کرتی رہی۔ اس شوق کو علم عروض کے بانی خلیل بن احمد (م۔ ۱۷۵ھ) نے ایک نیا رنگ دیا۔ اس نے اعراب کی خاص شکلیں وضع کیں یعنی زبر، زیر وغیرہ، جس کے بعد اعراب کے لئے مختلف رنگوں کا استعمال ترک کر دیا گیا۔ لفظوں کی حسین اور معین شکل متعین کی ایک اور کتاب میں ان اصول و قواعد کو منضبط کیا۔ انہوں نے ہمزہ، تشدید، اور اشمام کی اصطلاحات بھی ایجاد کیں۔ (تفسیر الاتقان جلد ۲ ص: ۵۴۰، صبح الاعشیٰ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جلد ۳ ص: ۱۵۷)
خلیل کی ان اصطلاحات کے بعد تیسری صدی ہجری کے اختتام تک قرآن کا رسم الخط باقاعدہ ایک فن بن چکا تھا اور لوگ عمدہ خط اختیار کرنے اور نئی نئی علامات ممیزہ وضع کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کر رہے تھے، چنانچہ کئی نئی علامتیں متعارف کرائی گئیں۔ (علوم القرآن ص: ۱۳۶)

خط نسخ

خط کی تاریخ میں ابن مقلہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جس نے رسم الخط میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔
(ابن مقلہ عباسی دور میں وزیر بھی رہا۔ زمانہ ۲۷۲ھ تا ۳۲۸ھ)
وہ تیسری صدی ہجری کے اواخر اور چوتھی صدی ہجری کے اوائل کا ایک باکمال خطاط تھا۔ اس نے قدیم اور مروج خطوط کو پیش نظر رکھتے ہوئے چھ خط ایجاد کئے جن میں سب سے زیادہ مشہور "نسخ" ہے۔
خط نسخ ۳۱۰ھ میں ایجاد کیا گیا اور اپنی عمدگی کی وجہ سے قرآن لکھنے کے لئے مخصوص ہوا۔ چوتھی صدی ہجری تک قرآن خط کوفی میں لکھا جاتا تھا مگر خط نسخ نے آہستہ آہستہ اس کی جگہ لینی شروع کردی تھی اور پانچویں صدی کے اوائل میں خط کوفی متروک ہوگیا اور نسخ کا دور شروع ہوگیا۔
یہ خط بہت سادہ واضح اور آسان ہے اور اس میں سب نقاط حرکات اور علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اس نے قرات قرآن کو بہت آسان اور درست کردیا اور وہ ساری اصولی اور بنیادی ضرورتیں جو ابتدائے کتابت قرآن میں محسوس کی جاتی تھیں اس کے ذریعہ پوری ہوگئیں اور آج تک یہ خط اپنی اسی شان سے کام انجام دے رہا ہے۔

خالد میں اشتہار دے کر ادارہ کی اعانت فرمائیں ــــــ (مینیجر)

خط نستعلیق

ساتویں صدی ہجری میں ایک اور نیا خط "نستعلیق" کے نام سے ایجاد ہوا۔ اس کی ایجاد اور قواعد و ضوابط کا سہرا امیر علی تبریزی کے سر ہے۔ یہ خط بھی بے انتہا مقبول و معروف ہے۔
(مرسلہ:۔ ریسرچ سیل۔ ربوہ)

غزل

من میں یاد کے دیپ جلائے ایک زمانہ بیت گیا
لوٹ کے وہ پھر بھی نہ آئے ایک زمانہ بیت گیا

پھول چمن میں مرجھائے ہیں جب سے مالی دور گیا
بلبل کو بھی راگ سنائے ایک زمانہ بیت گیا

پانچ برس کا لمبا عرصہ روتے روتے گزرا ہے
کل پرسوں پر آس لگائے ایک زمانہ بیت گیا

صبح کو اڑنے والا پنچھی شام کو گھر آجاتا ہے
اس پنچھی کو گھر میں آئے ایک زمانہ بیت گیا

جانے ہونگے کب وہ اشارے جانے کب وہ آئیں گے
راہوں کو پھولوں سے سجائے ایک زمانہ بیت گیا

یاد میں تیری لوگ مجھے اب مجنوں مجنوں کہتے ہیں
محرومی میں خود کو سجائے ایک زمانہ بیت گیا

یاد نہیں کب پھول کھلے تھے پیارے گلشن میں طاہر
باد صبا سے آنکھ ملائے ایک زمانہ بیت گیا

(محمد طاہر ندیم)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حیاتیات

سانپ SNAKES

سانپ کا تصور ہمیں دیو مالائی دنیا میں پہنچا دیتا ہے۔ کہیں تو سانپ ایک حسین شہزادہ ہوتا ہے۔ کہیں وہ ایک خوفناک بلا کی شکل میں انسان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے مسریز کر دیتا ہے اور کہیں بھینسوں کی ٹانگوں کو جکڑ کر اس کا دودھ پیتا دکھائی دیتا ہے۔ آپ یہ حقیقت سن کر یقیناً حیران ہوں گے۔ ان کہانیوں سے اور اس قسم کی کئی دوسری کہانیوں سے سانپ کا کہیں دور کا بھی تعلق نہیں۔ میں اپنے اس مضمون میں نہ صرف یہ کہ سانپوں کے متعلق پائی جانے والی غلط فہمیوں کو ختم کرنے کی کوشش کروں گا بلکہ جس حد تک ممکن ہو سکا سانپوں کی حسین دنیا سے آپ کو متعارف بھی کرواؤں گا۔

سانپ ہمارے ماحول کا ایک دلربا حصہ ہیں۔ ان کی رنگت اور عجیب عادات حیوانی زندگی میں ان کو ایک خاص مقام دیتی ہیں۔ اور پھر سانپ دنیا کے تقریباً تمام علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ سانپوں کی سینکڑوں اقسام ہیں ان میں کچھ تو نہایت زہریلے ہیں اور کچھ بالکل بے ضرر جیسے درختوں پر پائے جانے والے سانپ (TRINKETS) اور ریت میں پائے جانے والے (SAND BOAS) جن کو آپ آسانی سے پالتو جانوروں کی طرح گھروں میں بھی رکھ سکتے ہیں۔ یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں کیونکہ اکثر علاقوں میں بچوں نے اس قسم کے بے ضرر سانپوں کو جوتوں کے ڈبوں میں رکھا ہوتا ہے۔ اگر آپ بھی سانپوں کے شوقین ہیں تو پہلے آپ کو زہریلے اور بے ضرر سانپوں میں فرق جاننا چاہیئے جس کے لئے آپ کو کسی تجربہ کار آدمی کی ضرورت ہوگی۔ (تجربہ کار سے میری مراد سپیرے وغیرہ بالکل بھی نہیں ہیں)

کنگ کوبرا

جہاں سانپوں کا ذکر ہو رہا ہو وہاں سانپوں کے بادشاہ کنگ کوبرا کو کیسے بھلایا جاسکتا ہے۔ یہ نہایت خوبصورت مگر زہریلا سانپ تقریباً پانچ میٹر تک لمبا ہوتا ہے اور اس کی موٹائی ایک موٹے آدمی کے ہاتھ کے برابر ہوتی ہے۔ یہ زہریلے سانپوں میں سب سے بڑا سانپ ہے۔

اینا کونڈا

غیر زہریلے سانپوں میں جنوبی امریکہ کا (ANACONDA) اینا کونڈا سب سے بڑا سانپ ہے جو تقریباً نو میٹر لمبا ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ہرن کو بھی آسانی سے نگل سکتا ہے۔ ہمارے ہندوستان میں (RETICULATED PYTHON) جس کی لمبائی سات سے آٹھ میٹر تک ہوتی ہے غیر زہریلے سانپوں میں سب سے بڑا ہے جب کہ اس کا کزن (ROCK PYTHON) بھی بڑے سانپوں میں شمار ہوتا ہے جو چھ میٹر تک لمبا ہوتا ہے۔ ان بڑے اور بظاہر خوفناک سانپوں کے مقابلے میں کینچوے کی جسامت کا سب سے چھوٹا سانپ بھی پایا جاتا ہے۔ جس میں اور عام کینچوے میں فرق کرنا ایک عام آدمی کے لئے کافی دشوار ہے۔ (اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو جو بھی چیز کینچوے کی شکل کی نظر آئے آپ شور مچاتے ہوئے اس کے سر پر ڈنڈا دے ماریں کیونکہ یہ نہایت چھوٹا سانپ بالکل بے ضرر ہے اور آپ کو اس سے ڈرنے کی بالکل ضرورت نہیں)

سانپ کئی رنگوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ گہرے سبز لمبے اور ہلکے براؤن اور چھوٹے ہو سکتے ہیں۔ یہ درختوں پر، زمین کے اندر گہرے بلوں میں بلکہ سمندروں میں بھی رہتے ہیں۔ اور جو جی چاہے مثلاً پرندے، مچھلیاں، چوہے بلکہ کچھ بڑے سانپ چھوٹے سانپوں کو بھی کھا جاتے ہیں اور آپ کو شائد حیرانی ہو کہ کوبرا تو بچھو تک کھا جاتا ہے۔

سانپ اپنی تمام عمر بڑھتے رہتے ہیں لیکن ان کے بڑھنے کی رفتار ان کی زندگی کے پہلے دو سالوں میں نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ جیسے بچوں کے کپڑے جلد ہی چھوٹے ہو جاتے ہیں اسی طرح سانپ کی کھال کی اوپر کی تہہ جو نسبتاً سخت ہوتی ہے سانپ کے بڑھنے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کے ساتھ چھوٹی ہو جاتی ہے جس کو سانپ وقتاً فوقتاً اتار پھینکتا ہے۔ اسی کھال اتارنے کی وجہ سے پرانے یونانی خیال کرتے تھے کہ سانپ کبھی مرتے نہیں۔

سانپ کے اندر چربی جمع کرنے کا ایک نظام ہے جس کے باعث اس کو بار بار کھانے کی زحمت گوارہ نہیں کرنی پڑتی۔ چھوٹے سانپ تو کئی دنوں تک جب کہ بڑے سانپ کئی ہفتوں تک بلکہ کئی مہینوں تک بغیر خوراک کھائے زندہ رہ سکتے ہیں۔ سانپ آپ کے اندازے سے کہیں بڑا منہ کھول سکتا ہے اور آپ کے اندازے سے کہیں بڑی خوراک نگل سکتا ہے۔ اکثر سانپ انڈے دیتے ہیں جب کہ کچھ سانپ بچے دیتے ہیں جو چھوٹے کیڑوں مکوڑوں اور مینڈکوں کے بچوں وغیرہ کو کھا کر گزارہ کرتے ہیں۔

سانپ کو اپنی پیدائش کے وقت سے ہی بے شمار دشمنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن میں پرندے، کچھوے، نیولے اور بڑے مینڈک (BULLFROG) وغیرہ شامل ہیں لیکن سانپ کا سب سے بڑا دشمن انسان ہے جو نہ صرف ان کو بلا ضرورت مارتا ہے بلکہ ان کی قدرتی رہائش گاہوں مثلاً جنگلات وغیرہ کو تباہ کر ڈالتا ہے۔

سانپ کی آنکھیں

سانپ کی نظر بالکل بھی تیز نہیں ہوتی اور اکثر سانپ تو نزدیک کی چیزوں کو بھی اچھی طرح دیکھ نہیں سکتے۔ جہاں تک شکار کا تعلق ہے سانپ اپنا شکار اپنے سونگھنے کی طاقت سے کرتا ہے۔ سونگھنے کی طاقت کا منبع ناک نہیں بلکہ زبان ہے جس کو یہ بار بار باہر نکال کر خوشبو کے ذرات سونگھ کر شکار کرتا ہے۔

خریداران "خالد" اپنا بقایا چندہ جلد ادا فرما کر ادارہ سے تعاون کریں۔ (مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

سانپ اور بانسری

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ سانپ سن سکتا ہے اسی لئے بانسری کی سریلی آواز پر وجد میں آ کر جھومنے لگتا ہے۔ ویسے یہ سمجھ نہیں آتی کہ سانپ کو بانسری ہی سے اتنا لگاؤ کیوں ہے۔ اب تو اس کو پرانے زمانے کی بانسری چھوڑ کر نئے زمانے کے سازوں مثلاً گٹار، ہارمونیم وغیرہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ سانپ سن ہی نہیں سکتا اور تھرتھراتی ہوئی چیزوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ اپنے سے کئی گناہ بڑے دیو قامت انسان کو اپنے سامنے ایک عجیب چیز لئے لہراتے دیکھتا ہے تو اپنے بچاؤ کی خاطر بانسری کی حرکت کے ساتھ ساتھ اپنے سر کو بھی اسی جانب پھیرتا ہے۔ تاکہ ممکنہ حملے سے بچ سکے اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ کوبرا سانپ خوشی سے اپنا پھن نہیں پھلاتا بلکہ ایسی صورت میں جب کہ یہ ڈرا ہوا ہو اور حملے کا خطرہ ہو پھن پھلا کر اپنے آپ کو طاقتور ظاہر کرتا ہے۔

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ سانپ جہاں کہیں نظر آئے اس کو وہیں مار چھوڑنا چاہیئے۔ کچھ لوگ تو مارنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ اچھی طرح قیمہ بنا کر اطمینان پکڑتے ہیں۔ کچھ لوگ اگر سانپ دیکھ لیں تو توہمات کی وجہ سے سانپ سانپ پکارنا بھی برا گردانتے ہیں۔ ان تمام باتوں کی وجہ پرانے اور فرسودہ قصے کہانیوں کا پیدا کردہ ڈر ہے جن کو جتنی جلدی دل سے نکالا جائے بہتر ہے۔

سانپوں کے فوائد

اب سوال یہ ہے کہ سانپ کو کیوں زندہ چھوڑا جائے کیا اس کا کوئی فائدہ بھی ہے؟۔ جناب اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ سانپ چوہوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ یہ ان کو ان کے بلوں سے نکال کر ہڑپ کر جاتا ہے۔ اگر آپ کو کھیتوں میں اور دور دراز کے علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہو تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ چوہے فصلوں کو کتنا شدید نقصان پہنچاتے ہیں اور پھر یہ چوہے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

چوہے مار ادویات کے بھی بہت جلد عادی ہوجاتے ہیں جو ان کو ہلاک کرنے کی غرض سے چھڑکی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ سانپوں کے زہر سے بہت سی فائدہ مند دوائیاں بنائی جاتی ہیں مثلاً کوبرا کے زہر سے (COBROXIN) بنائی جاتی ہے جو سخت تکلیف میں آرام پہنچانے کے کام آتی ہے۔

زہریلے سانپوں کا زہر ان کے منہ میں ایک خاص قسم کے دانتوں کے اوپر (ان دانتوں کو فینگس FANGS کہتے ہیں) غدودوں میں پیدا ہوتا ہے جو بعد ازاں کسی طاقتور چوہے وغیرہ کو ہلاک کرنے کے کام آتا ہے۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سانپ بھی چوہوں کے کاٹنے سے شدید زخمی ہوجاتے ہیں۔ دراصل سانپ کبھی بھی انسان کو کھانے کے لئے اس پر حملہ آور نہیں ہوتا۔ ہمیشہ اپنے بچاؤ کے لئے دفاعی جنگ میں کاٹتا ہے اور موقع ملتے ہی فرار ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ سانپ کے زہر ہی سے سانپ کے کاٹے کی دوائی بنائی گئی ہے جو اتنی کامیاب ہے کہ اگر کسی قریب المرگ انسان کو بھی یہ دوائی دے دی جائے تو وہ آپ کو آدھے گھنٹے میں چائے پیتا نظر آئے گا۔

عاجز اور کمزور سانپ

وہ سپیرے جو آپ کو گلیوں میں بانسری بجاتے ملتے ہیں اکثر سانپ خود پکڑ کر نہیں لاتے۔ یہ سپیرے سانپ خرید کر اس کے زہریلے غدود نکال ڈالتے ہیں یا پھر اس کے منہ کو اندر سے مضبوطی سے سی دیتے ہیں۔ اب قدرتی طور پر یہ سب کچھ سانپ کو کمزور اور بیمار کر ڈالتا ہے کیونکہ اس صورت میں سانپ کچھ بھی کھا نہیں سکتا۔ لہذا وہ سانپ جو آپ کو بانسری کی سریلی آواز پر جھومتا دکھائی دیتا ہے دراصل ایک بیمار کمزور اور اپنی زندگی سے عاجز آیا ہوا سانپ ہے جو چند ماہ خوراک نہ ملنے کے باعث مرجائے گا۔

کچھ قبیلے ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں سانپوں کی پوجا کرتے ہیں۔ جب کہ ہانگ کانگ میں اس کو بڑے شوق سے پکا کر کھاتے ہیں۔ اور اگر آپ ہانگ کانگ میں کسی بڑے ہوٹل میں جائیں تو وہ آپ کو آپ کی پسند کا سانپ آپ کے سامنے مار کر (اگر آپ پسند کریں تو) بڑی خوبصورتی سے پکا کر پیش کریں گے۔ سانپ کھانے والوں کے مطابق سانپ کا ذائقہ مرغی کے ذائقے سے بہت ملتا ہے۔

قصے کہانیاں

سانپوں کے متعلق بہت سی کہانیاں مشہور ہیں جن میں سے دو کا ذکر یہاں دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ایک تو یہ عام خیال پایا جاتا ہے کہ سانپ دودھ پیتا ہے اور یہ صرف خیال ہی نہیں بلکہ آپ کو تو کئی پڑھے لکھے لوگ (پڑھے لکھے لوگوں سے معذرت کے ساتھ) ایسی آنکھوں دیکھی کہانیاں سناتے دکھائی دیں گے۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ سانپوں پر تحقیق کرنے والے ہزاروں سائنس دانوں کو معلوم نہیں کیوں ایسی کوئی قطعی شہادت نہیں مل سکی کہ سانپ دودھ بھی پی سکتا ہے۔ سانپ کا دودھ پینا ایسے ہی ہے جیسے کہا جائے کہ شیر مالٹے کا جوس پیتا ہے۔ بیشک اگر کسی بھوکے پیاسے شیر کے آگے مالٹے کا جوس رکھا جائے تو وہ شائد اسے چکھ کر دیکھ ہی لے اسی طرح اگر کسی بھوکے (پیاسے) سانپ کے آگے اگر دودھ کا کٹورہ رکھا جائے تو اسے سونگھ کر دیکھ ہی لے گا لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ دودھ سانپ کی قدرتی خوراک بالکل بھی نہیں ہے۔ اگرچہ سانپ کی بہت ہی کم ایسی اقسام پائی جاتی ہیں جو پانی پیتی ہیں لیکن کسی دودھ پینے والی قسم کا ابھی تک سائنسدانوں کو معلوم نہیں کیوں پتہ نہیں چل سکا۔

پھر یہ عام خیال ہے کہ اگر سانپ کو مارا جائے تو اس کا ساتھی بدلہ لینے کے لئے آتا ہے اور اخباروں میں ایسی خبریں اکثر چھپتی ہیں لیکن سانپوں پر تحقیق کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط خیال ہے۔ اگرچہ سانپ ایک خاص قسم کی خوشبو خارج کرتا ہے جسے سونگھ کر اس کا ساتھی اسکی طرف متوجہ ہوتا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہے اور شائد اگر کسی سانپ کو مارا جائے اور اس کی خاص خوشبو (MUSK) کو سونگھ کر اس کا ساتھی ادھر آ بھی نکلے پھر بھی یہ بات یاد رکھیں کہ سانپ بدلہ لینے جیسی اعلیٰ قسم کی دماغی صلاحیتوں سے بالکل محروم ہے۔

یہ عظیم سائنسی ترقی کا دور ہے۔ انسان چاند پر قدم رکھ چکا ہے۔ اب ہمیں بھی پرانے دقیانوسی خیالات کو چھوڑ کر حقائق کی دنیا میں واپس آنا چاہیئے اور چیزوں کی اسی شکل پر یقین کرنا چاہیئے جو تجربات اور حقائق سے ثابت ہو نہ کہ قصے کہانیوں سے۔

(محمد مسعود خان۔ دار الصدر شمالی)

انگلینڈ جیت گیا۔ ۵ سال کے طویل عرصے کے بعد انگلینڈ نے اپنے ملک میں کوئی ٹیسٹ سیریز جیتی ہے۔

○ ومبلڈن ٹینس

اس دفعہ کا ومبلڈن ٹینس ٹورنامنٹ بھی ایک یادگار ٹورنامنٹ بن گیا۔ مارٹینا نے ۹ ویں مرتبہ ٹورنامنٹ جیت کر ایک ریکارڈ قائم کیا۔ جبکہ سٹیفی گراف کا سیمی فائنل میں ہار جانا بھی ایک بڑا اپ سیٹ تھا۔ دوسری طرف مردوں کے فائنل میں سٹیفن ایڈبرگ نے مغربی جرمنی کے بورس بیکر کو ہرا کر پچھلے سال کا حساب برابر کر دیا۔

(مرتبہ۔ وسیم احمد سروعہ)

غزل

سیراب ہو رہا ہوں مگر نزد جو نہیں
وہ ہم کلام تو ہے مرے روبرو نہیں

کھلتا ہے ترکِ عشق پہ زنداں کا در مگر
ایسی ہمارے جی میں کوئی آرزو نہیں

بے ننگ و نام کہہ کے جو بدنام کر گیا
فرطِ حیا میں اس سے میری گفتگو نہیں

فردِ قرارِ جرم میں منصف نے یہ لکھا
روداد غم سنانے میں یہ خوش گلو نہیں

ہر لب پہ میرا نام ہے دشنام کی طرح
اس شہر کم نظر میں میری آبرو نہیں

لکنت زدہ فضا میں یہ انداز گفتگو
ہم نام کوئی ہو گا یہ محمود تو نہیں

(مبشر احمد محمود)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

صوبہ جات (سندھ، سرحد، بلوچستان) کے امیدواران کا انٹرویو ۱۸ اگست ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ سات بجے صبح ہوگا۔

صوبہ پنجاب کے امیدواران جو کسی وجہ سے پہلے درخواست نہیں دے سکے یا انٹرویو کے لئے حاضر نہیں ہو سکے وہ بھی درخواست دے کر انٹرویو کے لئے تشریف لائیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے اصولاً امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فی صد نمبر) ہونا ضروری ہے۔ ایف اے کے لئے عمر ۱۸ سال اور بی اے کے لئے عمر کی ۲۰ سال کی حد مقرر ہے۔

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

رنگین فلموں کی ڈویلپنگ، پرنٹنگ اور فوٹوسٹیٹ کاپی کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

رین بو کلر سنٹر

۱۔ دیال سنگھ مینشن۔ دی مال۔ لاہور

پروپرائٹر:۔ ناصر محمود

شخصیات

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مکرم رفیق احمد صاحب حیات۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان

(خالد پینل۔ مبشر احمد ایاز، مکرم عبدالسمیع خان صاحب، مکرم قمر داؤد کھوکھر صاحب)

اکتوبر ۸۹ء تک دنیا کی تمام مجالس ہائے خدام الاحمدیہ کا ایک ہی صدر ہوتا تھا۔ نومبر ۸۹ء میں حضور نے اس طریق کار میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کی۔ اور تمام ممالک میں خدام الاحمدیہ کے الگ الگ صدر مقرر کرکے نگرانی کی ذمہ داری براہ راست اپنے ذمہ لے لی۔ اس کے نتیجہ میں تمام ممالک کی خدام الاحمدیہ میں بیداری اور چستی اور مسابقت کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے اور ہر ملک کے خدام دوسرے ممالک کے خدام کی سرگرمیوں سے مطلع رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تا کہ نیکی کی دوڑ میں ایک دوسرے سے اچھی باتیں سیکھ کر آگے بڑھیں اور امام وقت کی خوشنودی حاصل کریں۔

انگلستان کی خدام الاحمدیہ کے صدر مکرم رفیق احمد صاحب حیات گزشتہ دنوں ربوہ تشریف لائے تو اپنے قارئین کو انگلستان کے خدام کی سرگرمیوں سے متعارف کرانے کے لئے ہم نے مکرم صدر صاحب سے ملاقات کا وقت حاصل کیا۔

دارالضیافت میں ان سے قریباً ایک گھنٹہ تک گفتگو جاری رہی۔ جس کا ماحصل آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(یہ انٹرویو دسمبر ۱۹۸۹ء میں لیا گیا)

آپ نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ میرے والد صاحب محترم بشیر احمد حیات ہیں۔ (مکرم بشیر احمد صاحب حیات ایک مخلص اور فدائی احمدی ہیں اور لنڈن کی مجالس عرفان میں سوالات کرنے کے لحاظ سے بھی جانے پہچانے فرد ہیں۔ مدیر)

اپنے آبائی وطن کے لحاظ سے تو میں (سیالکوٹ) پاکستان سے تعلق رکھتا ہوں البتہ میری پیدائش ۱۹۵۲ء میں کینیا میں ہوئی۔ بعد ازاں میں لنڈن (انگلستان) آگیا اور ابھی تک وہیں مقیم ہوں۔

۱۹۸۸ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو لنڈن کا نیشنل قائد اور حال ہی میں خدام الاحمدیہ کے تنظیمی ڈھانچہ میں تبدیلی کے بعد سے خاکسار کو مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کا صدر مقرر فرمایا۔ یوں محض خدا کے فضل سے مجھے انگلستان کے پہلے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

(یہ بات یہاں خالی از دلچسپی نہیں ہوگی کہ جناب رفیق احمد حیات مکرم مولوی قمر الدین صاحب کے نواسے ہیں اور مکرم مولوی قمر الدین صاحب کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ جب ۱۹۳۸ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کا آغاز ہوا تو موصوف مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے پہلے صدر مقرر ہوئے)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

○ انگلستان اور خدام الاحمدیہ:۔
گفتگو کے دوران آپ نے انگلستان کی مجالس خدام الاحمدیہ کے متعلق تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ انگلستان میں کل ۳۶ مجالس ہیں جو سات ریجنز (REGIONS) میں تقسیم ہیں۔ خدام کی کل تعداد ۸۰۰ ہے اور اطفال کی تعداد ۵۰۰۔
اجلاسات وغیرہ کے متعلق پوچھا تو بتایا کہ ہر ماہ مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوتی ہے اور خدام کا ایک اجلاس عام بھی ہر ماہ ہوتا ہے۔
انہوں نے بتایا کہ
مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر نگرانی ایک رسالہ "طارق" بھی نکلتا ہے جو کہ ۱۹۸۸ء سے جاری ہوا ہے۔ اس کے ایڈیٹر ولید احمد صاحب ہیں۔
اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں "طارق" کا جو خصوصی شمارہ شائع ہوا ہے وہ بھی بہت دلچسپ اور پڑھنے کے قابل ہے۔ تصاویر کا انتخاب نہ صرف قابل دید ہے بلکہ قابل داد بھی ہے۔ حضور ایدہ اللہ کا ایک تازہ انٹرویو اور بعض تصاویر اس شمارے کی رونق کو دو بالا کر رہے ہیں۔
○ مجلس اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کے بارے میں ایک سوال پر انہوں نے جواب دیا کہ فاصلوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے پہلے اس کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی جاسکی۔ البتہ اب باقاعدہ اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ بیوت الذکر اور مشن ہاؤسز میں اطفال کی دلچسپیاں اور مصروفیات بڑھائی جائیں تا کہ ان کی باقاعدہ تربیت ہوسکے اور دوسرے معاشرے برے اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔ اس ضمن میں محترم صدر صاحب نے فروری ۸۹ء میں منائے جانے والے "نیشنل اطفال ڈے" کا بھی ذکر کیا اور حضور کے خطبات کی روشنی میں اطفال کے لئے نماز اور اس کے ترجمہ پر مشتمل کیسٹ کے متعلق بھی بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اطفال کو اردو زبان سکھانے کے متعلق باقاعدہ پروگرام بھی زیر ترتیب ہے۔
○ محترم صدر صاحب نے خدام کی کارکردگی کے متعلق ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وقار عمل کے سلسلہ میں خدام نے بہت محنت اور جانفشانی کا مظاہرہ کیا ہے علاوہ ازیں جلسہ سالانہ انگلستان اور دیگر اجتماعات کے موقعہ پر اسلام آباد کی تزئین و آرائش کے سلسلہ میں یہ خدام دن رات محنت کرتے ہیں اور وقار عمل کے ذریعہ اسلام آباد کو دلہن کی طرح سجادیتے ہیں۔
○ خدام الاحمدیہ انگلستان کی میراتھن ریس (MARATHON RACE)
محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ انگلستان نے خدام کی میراتھن ریس کی تفصیل ہمیں بتائی جس کا اہتمام خدام الاحمدیہ انگلستان نے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں کیا تھا۔
یہ ریس ۱۰، مارچ ۱۹۸۹ء کو بریڈفورڈ سے شروع ہوئی اور ۳۰۰ میل کا سفر طے کرنے کے بعد ۱۹، مارچ کو لندن میں اختتام پذیر ہوئی۔ اس میراتھن ریس میں ۵ انصار، ۵۰ اطفال، ۲۸۷ خدام اور ۱۳ دیگر احباب سمیت ۳۵۵ افراد شامل ہوئے۔ اس ریس کی ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ اس میں ایک ایسا طفل بھی تھا جس کی عمر ۴ سال ۶ ماہ تھی اور دوسری طرف ایک ۷۳ سالہ بوڑھے ناصر بھی شامل تھے۔
اس میراتھن ریس کے ذریعہ ۲۱ ہزار پاؤنڈز کی خطیر رقم اکٹھی کی گئی اور وہ ساری کی ساری رقم محض خدمت خلق کے جذبہ کے تحت وہاں کے دو ہسپتالوں اور ایک کینسر پر تحقیق کرنے والے ادارے کو دی گئی۔
اس میراتھن ریس کے پیٹرن (PATRON) انگلستان کے وزیر صحت ڈیوڈ ملر تھے۔ اس ریس کی تشہیر پورے ملک میں ہوئی۔ مختلف اخبارات اور ریڈیو اسٹیشنز سے اس کا تذکرہ ہوا۔ اور BBC ٹیلیویژن کے ایک چینل پر بھی اس ریس کو دکھایا گیا۔ بلکہ اس کا ایک قابل ذکر پہلو یہ بھی تھا کہ BBC ٹیلیویژن نے اسی روز نکلنے والے وہاں کے مسلمانوں کے ایک جلوس کا منظر دکھایا اور دوسری طرف اس کے بالمقابل موازنہ کرتے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہوئے اس ریس کا منظر دکھایا جس کا مقصد بنی نوع انسان کی ہمدردی کی خاطر رقم اکٹھا کرنا تھا جو وہاں کے ہسپتال اور کینسر پر تحقیق کرنے والے ادارے کو دی جانی تھی۔

○ انگلستان کے خدام کی تعلیمی حالت کے متعلق ایک استفسار پر بتایا کہ ہمارے ۶/۷ خدام کیمبرج یونیورسٹی میں بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور وہاں "احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن" بھی قائم ہے۔

○ خدام الاحمدیہ انگلستان کی سپورٹس میں دلچسپی پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں ایک ہاکی ٹورنامنٹ کا انتظام بھی کیا گیا تھا جس میں دو ٹیمیں خدام الاحمدیہ کی تھیں اور ۸ ٹیمیں ملک کی دوسری کاؤنٹیز پر مشتمل تھیں۔ اس ٹورنامنٹ کے فائنل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مہمان خصوصی تھے اور یہ فائنل خدام لاحمدیہ کی ٹیم نے جیت لیا۔

اس ضمن میں محترم صدر صاحب نے مزید بتایا کہ انگلستان کے ایک خادم بٹ صاحب ہیں جو کہ خدا کے فضل سے ویٹ لفٹنگ کی کی ایک کٹیگری میں "نیشنل چیمپئن" بھی ہیں۔

اس انٹرویو کے اختتام پر محترم صدر صاحب نے اس مجلس شوری کا بھی ذکر کیا جو ۹، ۱۰ دسمبر ۸۹ء کو بیت الفضل لندن کے محمود ہال میں حضور ایداللہ کی ہدایت پر منعقد ہوئی تھی۔ مرکزی سطح پر ہونے والی خدام الاحمدیہ انگلستان کی یہ پہلی مجلس شوریٰ تھی۔

آخر پر ہم سب محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ انگلستان کا شکریہ ادا کر کے ادارہ خالد اور جملہ خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے اپنے دوسرے خدام بھائیوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا محبت بھرا پیغام دے کر وہاں سے رخصت ہوئے۔

فلکیات

دم دار ستارے COMETS

جسامت اور ساخت

دم دار ستارے کبھی کبھی اچانک آسمان پر نمودار ہوتے ہیں۔ ان اجرام میں دو نمایاں حصے ہوتے ہیں۔ ایک سر اور دوسرا دم۔ سر کے قریب دم پتلی ہوتی ہے اور دور جا کر بتدریج پھیلتی ہے۔ دم میں عام طور پر تھوڑا سا خم ہوتا ہے۔ دم دار ستارے کے سر کے دو حصے ہوتے ہیں درمیان والا روشن حصہ مرکزہ یا مغز (NUCLEUS) کہلاتا ہے۔ اور اس کے گرد دوسرا حصہ ایک دھندلا سا غلاف ہوتا ہے جسے (COMA) کہتے ہیں۔ دم دار ستارے بھی نظام شمسی کا حصہ ہیں۔ اگرچہ شکل کے لحاظ سے وہ سیاروں سے مختلف ہیں لیکن وہ اپنے مخصوص مداروں میں سورج کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں۔

اگرچہ ہر سال اوسطاً پانچ، چھ دم دار ستارے نظر آتے ہیں مگر وہ صرف دوربین سے دیکھے جا سکتے ہیں اور ایسے دم دار ستارے کئی سالوں کے بعد نظر آتے ہیں جو بہت بڑے اور روشن ہوتے ہیں اور عام لوگوں کی توجہ کا مرکز بنتے ہیں۔

دم دار ستارے کا قطر چند ہزار سے کئی لاکھ کلومیٹر تک ہوتا ہے۔ ۱۸۱۱ء کے بڑے دم دار ستارے کا سر ۱۸ لاکھ کلومیٹر قطر کا تھا۔ جو اس وقت تک سب سے بڑا ہے۔ دم کی لمبائی کروڑوں کلومیٹر تک ہو سکتی ہے۔ ۱۸۴۳ء میں نظر آنے والے ستارے کی دم ایک وقت میں ۳۰ کروڑ کلومیٹر تک پہنچ گئی تھی۔

دم دار ستارے کی دم بہت لطیف ہوتی ہے۔ اور اس کے بیچ میں سے پیچھے کے ستارے نظر آتے ہیں۔ اس میں گیس اور شہابی ذرات ہوتے ہیں۔ جوں جوں دم دار ستارہ سورج کے قریب ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی دم کی لمبائی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں دم کا رخ ہمیشہ سورج سے مخالف ہوتا ہے۔ دم کا بننا سورج کی روشنی کے دباؤ کی وجہ سے ہے۔ اس کے علاوہ سورج سے خارج ہونے والے تیز رفتار ذرات بھی دم کے ذرات سے ٹکرا کر ان کو سر سے دور لے جاتے ہیں۔ روشنی کے دباؤ کا یہ نظریہ (CLARK MAUWELL) نے پیش کیا تھا۔ سورج کے قریب ہونے سے روشنی کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے۔ اسی لئے سورج کے قریب دم کی لمبائی زیادہ ہو جاتی ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اکمان انجنیرنگ (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ہمارے ہاں ہر قسم کا شیٹ میٹل پریس ورک، چین لنک
فینس (جالی)
ٹریکٹر ٹرالیز اور ھنیڈ پش ٹرالیز
گریٹنگز، فورک لفٹ
زرعی اور مکینکل مشینری اور ہر قسم کی فیکٹری کی
ڈیزائننگ و فیبریکیشن کا اعلی بندوبست ہے۔

ہر قسم کے انجنیئرنگ کاروبار کی پلاننگ و
ڈیزائننگ کے لئے مشورہ بھی حاصل کریں۔

رابطہ کے لئے
۳۷۶ سیکٹر ۹-I انڈسٹریل ایریا اسلام آباد

Digitized By Khilafat Library Rabwah

قسط سوم

دیر ہے پر اندھیر نہیں

تصنیف: جارج ایلیٹ (GEORGE ELIOT) تلخیص و ترجمہ: پروفیسر راجہ نصر اللہ خان

مالی صبح سویرے گھر سے روانہ ہوئی تھی۔ وہ سڑک پر رکی رہی۔ اس امید پر کہ اگر وہ کسی چھپر کے نیچے انتظار کرے تو برف گرنا بند ہو جائے گی لیکن اسے بہتر موسم کا انتظار کرتے کرتے بہت دیر ہوگئی اور اس کا حوصلہ پست ہونے لگا۔ اب صبح کے سات بج چکے تھے لیکن وہ زیادہ فاصلہ طے نہیں کر پائی تھی۔ اسے آرام کی سخت ضرورت تھی لیکن وہ بچی کو اپنی چھاتی سے لگائے یخ بستہ ہوا میں چلتی رہی۔ آخر وہ تھک کر چور ہوگئی۔ اب وہ سو جانا چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ زمین پر پھیلی ہوئی ایک سرسبز جھاڑی کو تکیہ بنا کر بے خبر لیٹ گئی۔ اس کے نیچے نرم نرم برف کا بچھونا تھا۔ اور اسے یہ محسوس نہ ہوا کہ اس کے نیچے برف کا کس قدر ٹھنڈا فرش ہے۔ نہ ہی اسے یہ ہوش رہا کہ بچی جاگ جائیگی۔ مالی کے بازوؤں نے بچی کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا اور ننھی سی جان مزے سے سو رہی تھی۔ لیکن جب مالی گہری نیند کی آغوش میں چلی گئی تو اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اور بچی کا سر ماں کی چھاتی پر سے ایک طرف کو سرک گیا۔ پھر تاروں بھری یخ رات میں بچی کی آنکھ کھل گئی۔ پہلے تو ہلکی آواز میں روتے ہوئے پکاری "ممی" اور اپنی ماں کا نرم بازو پھر سے پالینے کی کوشش کرنے لگی لیکن ممی تو بے سرت سوئی پڑی تھی۔ اچانک جب بچی ماں کے گھٹنوں سے پھسلتی ہوئی نیچے کی طرف لڑھکی تو برف میں تر بتر ہوگئی۔ اسی لمحہ اس کی نگاہیں سفید برف کے فرش پر ایک چمکتی ہوئی روشنی پر جا پڑیں۔ اپنی بچگانہ معصومیت اور حیرت کی وجہ سے وہ اس روشنی میں محو ہو کر رہ گئی جو اسے اپنی طرف پھیلتی ہوئی تو دکھائی دیتی تھی لیکن اس کے قریب نہیں آتی تھی۔ اس کے من میں سمائی کہ اس چمکتی چیز کو پکڑے۔ اگلے ہی لمحہ بچی نے روشنی کو پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ دراز کیا۔ روشنی تو پکڑی نہ گئی البتہ بچی نے سر اٹھا کر دیکھنا چاہا کہ یہ خوبصورت روشنی کہاں سے رہی ہے۔ یہ ایک روشن جگہ سے آرہی تھی۔ ننھی منی بچی اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگئی اور خراماں خراماں برف پر چلنے لگی۔ آخر چلتے چلتے وہ مارنر کے جھونپڑے کے کھلے دروازے پر پہنچ گئی۔ اندر جا کر وہ سیدھی چولہے کے پاس پہنچی جہاں لکڑیوں کی آگ روشن تھی جس سے مارنر کا کوٹ، جو قریب ہی بچھا ہوا تھا، خوب گرم ہو گیا تھا۔ ننھی منی بچی جو شروع سے ہی ماں کے بغیر گھنٹوں اکیلی رہنے کی عادی ہو چکی تھی اس بوری نما کوٹ پر بیٹھ گئی اور آگ تاپنے لگی۔ اس حرارت نے اسے بہت سکھ دیا اور اس کا خوبصورت سنہری سر اونگھ کی حالت میں اس بوری نما کوٹ پر جا ٹکا اور اس کی نیلگوں آنکھیں نیند سے بند ہوگئیں۔

اس ہات دے اس ہات لے

لیکن جب یہ ننھی منی مہمان چولہے کے قریب پہنچی تو اس وقت مارنر کہاں تھا؟ اس وقت وہ اندر جھونپڑے میں ہی تھا۔ لیکن اس نے بچی کو اندر آتے کیوں نہیں دیکھا؟ دراصل گزشتہ چند ہفتوں سے جب سے کہ اس کی پونجی کھو گئی تھی اسے دروازہ کھلا رکھنے اور وقتاً فوقتاً باہر جا کر جھانکنے کی عادت سی ہو گئی تھی۔ گویا اس کا خیال تھا شائد اس کی دولت کہیں سے واپس آجائے یا اس کے بارہ میں کوئی سراغ، کوئی خبر ہی مل جائے۔

سال نو کی شب کی شفق نمودار ہوتے ہی مارنر نے گھر کا دروازہ کھول دیا تھا اور وہ بار بار باہر جا کر جھانکتا تھا لیکن وہ ہر بار دروازہ بند کر دیتا کیونکہ اسے ہر طرف برف ہی برف دکھائی دیتی تھی۔ جب اس نے آخری بار دروازہ کھولا تو برف گرنا بند ہو چکی تھی اور بادل پھٹ رہے تھے۔ وہ وہاں کھڑا رہا اور اردگرد

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سے بے خبر اسی حالت میں محو رہا۔ بہت دیر بعد جب وہ اپنے چولہے کی طرف لوٹا تو اسے لکڑیوں کے دو ٹکڑے باہر کی طرف گرے ہوئے نظر آئے۔ وہ ان کو پھر سے چولہے میں جھونکنے کے لئے جھکا ہی تھا کہ اس کی دھندلائی ہوئی نظروں کو یوں لگا جیسے چولہے کے عین سامنے زمین پر سونا پڑا ہو۔۔۔ ہاں سونا۔۔۔ اس کا اپنا سونا! جو اسی پر اسرار طریقے سے اس تک واپس پہنچ گیا تھا جیسے کہ غائب ہوا تھا۔ اسے اپنا دل دھک دھک کرتا محسوس ہوا اور کچھ لمحوں کے لئے وہ اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اپنے خزانے کو پکڑنے سے قاصر رہا۔ اسے سونے کی ڈھیری دمکتی اور پھیلتی نظر آرہی تھی۔ آخر وہ آگے کی طرف جھکا اور اپنے ہاتھ بڑھائے لیکن اس کی انگلیوں کو یوں لگا جیسے وہ سخت سکوں کی بجائے نرم و گداز اور پیچ در پیچ گھونگر والے گیسوؤں کو چھو رہی ہوں۔ مارے حیرت کے مارنر نے زمین پر گھٹنے ٹیک دیئے اور اس عجوبے کو غور سے تکنے لگا۔ یہ ایک خوابیدہ بچی تھی۔۔۔ گول مٹول پیاری سی چیز جس کے سر پر سنہرے سنہرے خمدار بال بکھرے ہوئے تھے۔ کیا وہ سپنا دیکھ رہا تھا؟ اس نے آگ پر کچھ لکڑیاں اور خشک پتے ڈال کر اس کو تیز کیا لیکن یہ تیز شعلہ اس منظر کو خواب کی طرح تحلیل نہ کر سکا۔ اس لو سے بچی کے نقش اور نمایاں ہوگئے۔ یہ اسے بالکل اپنی چھوٹی بہن کی طرح لگ رہی تھی جو بچپن میں ہی فوت ہوگئی تھی۔ مارنر دھڑام سے اپنی کرسی پر جا گرا۔ وہ بیک وقت ایک ناقابل فہم حیرت اور یادوں کے طوفان سے دوچار تھا۔

اچانک ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ بچی نیند سے بیدار ہوگئی تھی۔ مارنر نے نیچے جھک کر اسے اٹھایا اور اپنے گھٹنوں پر بٹھالیا۔ بچی اس کی گردن سے لپٹ گئی اور چیخ چیخ کر رونے لگی۔ مارنر نے اسے اپنے ساتھ بھینچ لیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے دلیے میں شکر ملائی اور بچی کو کھلانا شروع کیا۔ اب اس کی چیخیں بند ہوگئیں اور وہ اپنی نیلگوں آنکھوں سے مارنر کو تکنے لگی۔ پھر وہ اس کے سینے سے الگ ہو کر زمین پر بیٹھ گئی۔ اب مارنر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بچی وہاں پر پہنچی کس طرح؟ اس نے اسے فوراً اپنے بازوؤں پر لیا اور دروازے کی طرف آگیا۔ جونہی اس نے دروازہ کھولا اسے تازہ برف پر بچی کے بوٹوں کے نشان نظر آئے۔ وہ ان نشانوں پر چلتا چلا گیا۔ بچی بار بار "ممی، ممی" کی آوازیں لگا رہی تھی۔ آخر مارنر اس جھاڑی تک پہنچا جہاں ایک انسانی نعش پڑی تھی۔ برف نے اس کے سر کا کچھ حصہ ڈھانپ رکھا تھا۔

کہیں خوشی کہیں غم

لال حویلی میں یہ رات کے کھانے کا وقت تھا اور وہاں عظیم الشان دعوت و طرب کا سماں نظر آرہا تھا۔ گاڈفرے اپنی نئی نویلی دلہن نینسی (NANCY) سے ذرا فاصلے پر کھڑا تھا تاکہ وہ اپنے رئیس باپ (کیس) کے پدرانہ رنگ سے مملوء ہنسی مذاق سے بچ سکے جو شادی کے موقع پر روا رکھا جاتا ہے۔ گاڈفرے کی نظریں ایک طرف اٹھیں تو اسے ایسے لگا جیسے کوئی ہیولا اس کے سامنے آکھڑا ہوا ہو۔ یہ اس کی اپنی بچی تھی جو مارنر کے بازوؤں پر سوار اندر آگئی تھی۔ اگرچہ گاڈفرے کو اپنی بچی کو دیکھے مہینوں گزر گئے تھے لیکن اس نے اپنی بچی کو فوراً پہچان لیا تھا۔ مارنر کو اچانک وہاں دیکھ کر شرکائے محفل میں سے مسٹر کریکن تھروپ (CRACKEN THROP) اور مسٹر لیمیٹر (LAMMETER) فوراً اس کی طرف لپکے۔ گاڈفرے بھی ان کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ساتھ ہی اس بات کو بھی جانتا تھا کہ اگر کسی نے اس کی طرف غور سے دیکھا تو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ اس کے ہونٹ سفید پڑ گئے ہیں اور وہ بری طرح کانپ رہا ہے۔ خود رئیس کیس بھی اٹھ کھڑا ہوا اور غصے میں بولا "یہ سب کیا ہے۔ تم اس طرح یہاں کیوں چلے آئے ہو؟" مارنر بولا "میں ڈاکٹر سے ملنے آیا ہوں۔ مجھے ڈاکٹر کی ضرورت ہے"۔

ڈاکٹر بولا "کیا بات ہے مارنر؟" مارنر نے پھولے ہوئے سانس میں جواب دیا "ایک عورت ہے جو میرے خیال میں مر چکی ہے۔ وہ پتھروں والے گڑھے کے قریب برف میں مری پڑی ہے۔ یہ جگہ میرے گھر کے دروازے سے زیادہ دور نہیں ہے" یہ بات سن کر گاڈفرے کو سخت دھچکا لگا۔ مسٹر کریکن تھروپ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نے مارنر سے کہا "تم ادھر ہال کی طرف جاؤ اور میں ڈاکٹر کو لے کر تمہارے پاس پہنچتا ہوں"۔
اتنے میں خواتین بھی آہستہ آہستہ وہاں پر پہنچ گئیں۔ کئی خواتین نے بیک وقت گاڈ فرے سے مخاطب ہو کر کہا "یہ بچی کون ہے؟" "مجھے معلوم نہیں" اس نے جواب دیا۔ اب ڈاکٹر مسٹر کمبل (KIMBLE) بولا "خواتین! آپ ہمیں جانے کا رستہ دیجئے" مسٹر کمبل مارنر کو ساتھ لے کر جلدی سے باہر نکل گیا۔ جب کہ مسٹر کریکن تھروپ اور گاڈ فرے ان کے پیچھے پیچھے چلے۔

گاڈ فرے کو بالکل پتہ نہیں چلا کہ کتنی دیر بعد مارنر کے جھونپڑے کا دروازہ کھلا۔ ڈاکٹر کمبل باہر نکلا اور کہنے لگا "اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ اسے مرے ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے ہیں"۔ "وہ کس قسم کی عورت ہے؟" گاڈ فرے نے پوچھا۔ اس کے چہرے پر سرخی نمایاں تھی۔ ڈاکٹر نے جواب دیا "وہ ایک نوجوان لیکن لاغر عورت ہے۔ بحرحال اس نے عروسی انگوٹھی پہن رکھی ہے۔ آؤ اب چلیں"۔ گاڈ فرے نے کہا "میں ذرا اس عورت کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر تم چلو میں تم سے رستے میں ایک دو منٹ میں آملوں گا"۔ مسٹر کمبل روانہ ہوگیا اور گاڈ فرے نے میت کے چہرے پر ایک نظر ڈالی۔

غیب سے خزانہ

گاڈ فرے فوراً چولہے کی طرف مڑا جہاں مارنر بیٹھا بچی کو تھپک رہا تھا۔ بچی اب بالکل خاموش تھی۔ وہ جاگ رہی تھی اور اس کی کھلی کھلی نیلگوں آنکھیں گاڈ فرے کو دیکھ رہی تھیں۔ اس کے دیکھنے کے انداز میں نہ وحشت تھی اور نہ اپنائیت۔ اس وقت والد (گاڈ فرے) کے جذبات عجیب اور ملے جلے تھے۔ ان میں ندامت اور خوشی کا تضاد پایا جاتا تھا۔ ننھی منی نیلی آنکھوں کا رخ پارچہ باف کی طرف پلٹا جو بچی کی نگاہوں پر جھکا ہوا تھا۔
گاڈ فرے نے اپنی طرف سے بے اعتنائی سے کہا "تم کل بچی کو حکام کے پاس لے جانا" اس پر مارنر نے تیز لہجے میں جواب دیا "کون ایسے کہتا ہے؟" "کیوں تم اس بچی کو پاس رکھنا نہیں چاہو گے۔ تم عمر رسیدہ ہو اور تجرد کی زندگی گزار رہے ہو"۔ مارنر نے کہا "اس کی ماں مرچکی ہے اور میں تنہا ہوں۔ میری دولت کھو گئی ہے معلوم نہیں کہاں؟ اور یہ بچی میرے پاس پہنچ گئی ہے۔ معلوم نہیں کہاں سے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں"۔ تھوڑی دیر بعد گاڈ فرے وہاں سے رخصت ہوگیا تاکہ مسٹر کمبل سے جا ملے۔

مارنر کی ایپی

بچی کے معاملے میں ڈولی ون تھروپ ہی ایک ایسی خاتون تھیں جس کی ہمسائیگی اور خدمات مارنر کے لئے بہت فائدہ مند اور قابل قبول تھیں کیونکہ وہ حکم چلائے بغیر اس کی مدد کرتی تھی۔ ایک دن مارنر نے ڈولی سے اس خیال کا اظہار کیا کہ وہ بچی کے لئے کچھ کپڑے خریدنا چاہتا ہے۔ اس پر ڈولی نے کہا "کوئی چیز خریدنے کی ضرورت نہیں کیونکہ میرے پاس اپنے بیٹے ہارون کے کپڑے موجود ہیں جو وہ پانچ سال پہلے پہنا کرتا تھا"۔ اسی روز ڈولی گھر سے کپڑوں کا ایک بنڈل اٹھا لائی جس میں مختلف سائز کے چھوٹے چھوٹے ملبوسات تھے۔ ڈولی نے مارنر کو تسلی دیتے ہوئے کہا "بچی ابھی بہت چھوٹی ہے اس لئے تمہیں اس کی دیکھ بھال میں کچھ گھبراہٹ ہوگی لیکن میں خود آکر اس کا خیال رکھا کروں گی۔ میرے پاس کچھ فالتو وقت نکل سکتا ہے"۔ مارنر نے جواباً کہا "تمہاری بہت بہت مہربانی"
مارنر نے پیار سے بچی کا نام ایپی (EPPIE) رکھ دیا۔ سونا تو گڑھے میں بے حس و حرکت بند پڑا رہتا تھا اور اسے کسی چیز کی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ضرورت نہ تھی نہ ہی اسے پرندوں کے نغموں سے کوئی واسطہ تھا۔ اس کے برعکس ایپی تو بڑی ترنگ اور امنگ والی بچی تھی۔ اسے دھوپ، مختلف آوازیں اور نقل و حرکت بہت پسند تھیں۔ وہ بہت پیاری بچی تھی۔ ہر کوئی اس سے پیار کرتا تھا۔ اشرفیوں نے تو مارنر کا دھیان ایک ہی دائرے میں مقید کر رکھا تھا لیکن ایپی نئی نئی تبدیلیوں اور امیدوں کا مرکز تھی جس سے مارنر کے خیالات کو پرواز ملتی اور وہ آنے والے سالوں میں ایپی کی ضروریات کے متعلق سوچنے لگا۔ اشرفیاں تو یہ تقاضا کرتی تھیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ محنت اور کمائی میں لگا رہے اور اس طرح وہ اپنی کارگاہ اور شہرت کے علاوہ ہر چیز کی طرف سے گویا بہرا اور اندھا ہو گیا تھا لیکن ایپی اسے اس کی کارگاہ اور کام سے اٹھنے پر مجبور کرتی اور اسے فرحت کے لمحوں کا شعور دلاتی۔ وہ اپنی باغ و بہار زندگی کے ذریعے اس کی خوابیدہ رونقوں کو جگاتی اور اسے خوشی سے مالامال کرتی کیونکہ اس کے پاس بے پناہ خوشیاں تھیں۔

جب کافی دھوپ نکل آتی تو مارنر اکثر دوپہر یا سہ پہر کو ایپی کے ساتھ سیر کرتا نظر آتا۔ وہ اسے دور پھولوں کے پاس لے جاتا۔ خود کسی کنارے پر بیٹھ جاتا اور ایپی ہلکے ہلکے قدموں کے ساتھ پھول توڑنے جاتی اور بار بار اپنے "بابا" کے پاس واپس آجاتی۔ کبھی وہ اسے کسی پرندے کے نغمے کی طرف متوجہ کرتی۔ اس طرح مارنر کو ایپی کی ننھی منی لیکن خوش خوش دنیا کا سہارا مل گیا۔

اے پیار تیرا شکریہ

اب مارنر ایک الگ تھلگ اور پر اسرار انسان نہ رہا تھا۔ اب ہر بڑے اور چھوٹے کے لئے اس کی وحشت ختم ہو گئی تھی۔ کیونکہ اس پیاری سی بچی نے اس کا تعلق پھر سے ساری دنیا کے ساتھ جوڑ دیا تھا۔ اب مارنر ریوالو کی زندگی کو ایپی کے حوالے سے دیکھنے لگا۔ ایپی کو گاؤں کی ہر اچھی چیز مہیا ہونی چاہیئے۔ اب وہ اس زندگی پر غور کرنے لگا جس سے وہ پندرہ برس تک بیگانہ رہا تھا۔ جمع شدہ خزانے کے کھو جانے کے بعد مزید مال جمع کرنے کی آرزو بری طرح کچل کر رہ گئی تھی۔ اس جاں گسل حادثے کے بعد اس نے جو رقم بھی کمائی وہ اسے سنگریزوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا۔ لیکن اب کوئی اور کھوئے ہوئے خزانے کی جگہ پر کرنے کے لئے آگیا تھا۔ جس کی وجہ سے کمانے کی ضرورت بامقصد ہو گئی تھی۔ اب اس کی امید اور خوشی مستقبل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کہتے ہیں کہ پرانے زمانے میں فرشتے اترا کرتے تھے اور لوگوں کو ہاتھ سے پکڑ کر اس شہر سے باہر لے جاتے تھے جس کے مقدر میں تباہی لکھی ہوتی تھی۔ اب فرشتے تو نظر نہیں آتے لیکن اب بھی لوگوں کو ہولناک تباہی سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ کوئی اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیتا ہے اور انہیں دھیرے دھیرے کسی پر سکون اور پر نور سرزمین کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ ہاتھ کسی معصوم بچے کا بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔!

ماہ و سال کی گردش

آج مارنر کو نیا خزانہ (ایپی) ملے سولہ برس بیت چکے ہیں۔ آج مارنر کے جھکے ہوئے کندھے اور سفید بال اسے عمر رسیدہ ظاہر کر رہے ہیں لیکن اس کی عمر پچپن (۵۵) برس سے زیادہ نہیں۔ اس کے قریب اس کے آنگن کا شگفتہ پھول یعنی ایپی بیٹھی ہے جس کا چہرہ روشن اور بال سنہرے اور گھنگریالے ہیں۔ باپ بیٹی کے درمیان یوں گفتگو ہوتی ہے۔ "بابا! میرا جی کرتا ہے کہ ہمارا ایک چھوٹا سا باغیچہ ہو جس میں دوہرے کٹورے والے ڈیزی پھول لگے ہوں۔ جیسے کہ مسز ون تھروپ کے گھر پر ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے لئے بس تھوڑی سی کھدائی کرنا پڑتی ہے۔ اور تازہ مٹی ڈالنا پڑتی ہے۔ لیکن تم تو یہ سب کچھ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نہیں کر سکتے ایسا ہی ہے نا بابا؟ کیونکہ یہ کام تمہارے لئے سخت ہے"۔ نہیں نہیں! میں تمہاری خاطر یہ ضرور کروں گا میری بچی! میں ہر شام کو تھوڑی سی مٹی لے آیا کروں گا اور صبح صبح بیلچے سے کچھ کھدائی کا کام کرلیا کروں گا۔ لیکن تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تمہیں ایک باغیچہ چاہیئے؟"

اچانک ایک نوجوان نے ایک جھاڑی سے نمودار ہوتے ہوئے کہا "بزرگ مارنر"! آپ کی خاطر یہ کام میں کروں گا۔ اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد یہ کام میرے لئے کھیل کی مانند ہوگا"۔ "او میرے بچے ہارون! یہ تم ہو!" مارنر نے نوجوان سے کہا۔ "مجھے یہاں پر تمہاری موجودگی کا علم نہیں ہوسکا کیونکہ جب ایپی کوئی بات کر رہی ہو تو مجھے اس کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔۔۔ ہاں تو اگر تم زمین کھودنے میں میری مدد کرسکو تو ہم اسے ایک باغیچہ تیار کر کے دے سکتے ہیں"۔ ہارون نے کہا "بالکل ٹھیک ہے۔ آپ مناسب سمجھیں تو میں آج سہ پہر کو پتھروں کے گڑھے پر پہنچ جاؤں تاکہ ہم لوگ یہ طے کرلیں کہ زمین کا کونسا ٹکڑا ہمارے کام کے لئے موزوں رہے گا۔ پھر صبح سے میں ایک گھنٹہ قبل اٹھ کر کام شروع کر دوں گا"۔ ایپی بولی "ہاں بابا! تم صرف آسان کام کروگے یعنی ہم دونوں کیاریاں بنا کر ان میں پنیری بوئیں گے۔ جب وہاں کچھ پھول اگالیں گے تو مجھے بڑی خوشی ہوگی"۔

ہارون کہنے لگا "اچھا اب میں واپس گھر جاتا ہوں ورنہ میری ماں کو پریشانی ہوگی"۔ اس پر ایپی اور مارنر دونوں نے ہارون سے کہا کہ وہ شام کو اپنی والدہ کو ساتھ لے کر ان کے گھر آئے۔ ہارون نے اس کی حامی بھرلی اور گھر روانہ ہوگیا۔ (باقی آئندہ)

عشق کی منزل کو طے کرنا بڑا دشوار ہے
عشق کے ہر موڑ پر شیطاں کی اک چمکار ہے

وادیٔ الفت کو طے کرنا کوئی آساں نہیں
نفس کو بالکل مٹانا یہ بڑا دشوار ہے

زندگانی کی تمنا تو بہت کرتے ہیں لوگ
فکر دنیا میں کٹی جو عمر وہ بیکار ہے

دولت و حشمت کبھی دل کو نہیں دیتی سکوں
ذکر مولا سے ہے راحت جو بڑی سرکار ہے

چھوڑ دو اے دوستو دنیا کی سب لذات کو
دین کو حاصل کرو یہ نور ہے وہ نار ہے

تم خدائے پاک کا دامن نہ مومن چھوڑنا
جو بھی تھامے گا یہ دامن اس کا بیڑہ پار ہے

(مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب ۔ اوسلو ناروے)

ماہنامہ تشحیذالاذہان ربوہ کی قیمت میں اضافہ

خریداران وایجنٹ صاحبان ماہنامہ تشحیذالاذہان ربوہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ کاغذ کی گرانی، کتابت، طباعت اور دیگر متعلقہ اشیاء کی قیمت میں اضافہ کے باعث بھی مجلس خدام الاحمدیہ نے انتہائی کوشش کی کہ رسالہ تشحیذالاذہان کم سے کم قیمت پر ہی اطفال کو مہیا کیا جائے۔ لیکن عرصہ سے ادارہ تشحیذالاذہان خسارہ میں جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے مجبوراً یکم جولائی ۹۰ء سے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی منظوری سے رسالہ تشحیذالاذہان کی سالانہ قیمت ۳۰ روپے اور ماہوار ۲ روپے مقرر کی جا رہی ہے۔

خریداران وایجنٹ صاحبان سے حسب سابق تعاون کی درخواست ہے۔ (مینجر۔ تشحیذالاذہان)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

معلومات

پاکستان کے اہم پھل

پھلوں کی پیداوار کے لحاظ سے پاکستان نہایت خوش قسمت ملک ہے۔ قدرت کی عنایت سے پاکستان کے مختلف علاقوں میں ہر قسم کا موسم اور جغرافیائی حالات پائے جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمارے وطن میں جتنے انواع و اقسام کے پھل پیدا ہوتے ہیں اتنے دنیا کے بہت کم ملکوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ افغانستان میں پیدا ہونے والے پھلوں کی بھاری مقدار بھی پاکستان میں ہی فروخت ہوتی ہے۔

اپنے معیار، خوشبو اور ذائقہ کے اعتبار سے پاکستانی پھل کا مقابلہ دنیا کا کوئی اور پھل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ پاکستان میں پھل قدرتی حالات میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہاں کی زمین انتہائی زرخیز ہے۔ پاکستان میں پھل پیدا کرنے کے لئے مصنوعی کھاد اور کیمیائی ادویات وغیرہ کا استعمال آج بھی انتہائی کم ہے۔

پاکستان کے اہم پھلوں میں ترشادہ پھل، کیلا، سیب، امرود، کھجور اور خربوزے وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ نسبتاً کم مقدار میں انار، خوبانی، اخروٹ، آلو بخارا، ناشپاتی اور آڑو بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ترشادہ پھل، آم، سیب اور آڑو خاصی مقدار میں مخصوص علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

اہم پھلوں کی پیداوار سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں ۸۸۔۱۹۸۷ کے دوران ۳۱ لاکھ ۸۴ ہزار ٹن تھی۔ اس میں ۱۴ لاکھ ۱۱ ہزار ٹن ترشادہ پھل، ۷ لاکھ ۱۲ ہزار ٹن آم، ۲ لاکھ ۱۲ ہزار ٹن سیب، ۲ لاکھ ۶ ہزار ٹن کیلا، ۳ لاکھ ۳۵ ہزار ٹن امرود اور ۲ لاکھ ۷۶ ہزار ٹن کھجور شامل تھے۔

ترشادہ پھلوں کے گروپ کو پاکستان میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ان پھلوں کی نوے فی صد پیداوار پنجاب سے حاصل ہوتی ہے۔ ترشادہ گروپ مالٹے یا مسمی، کینوں، لیموں اور گریپ فروٹ پر مشتمل ہے۔ ان میں پیداوار کے لحاظ سے کینو سب سے اہم ہے۔ اس کے بعد مالٹے اور مسمی کا نمبر آتا ہے۔

ترشادہ پھلوں کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والے مختلف پھل ساری مارکیٹ میں موجود رہتے ہیں۔ کینو اور مالٹے مسمی کی زیادہ تر پیداوار دسمبر سے فروری تک مارکیٹ میں پہنچتی ہے۔ جون واحد مہینہ ہے جب یہ پھل مارکیٹ میں دکھائی نہیں دیتے۔

ترشادہ پھل زیادہ تر سرگودھا، رحیم یارخان، ٹوبہ ٹیک سنگھ ملتان اور فیصل آباد کے اضلاع میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سرگودھا کو اولیت حاصل ہے اور پنجاب کی کل پیداوار کا ایک تہائی اسی ایک ضلع سے حاصل ہوتا ہے۔ فاضل پیداوار بھی سب سے زیادہ ضلع سرگودھا سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد رحیم یار خان اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کا نمبر آتا ہے۔

پھلوں کی پیداوار میں اہمیت کے لحاظ سے آم دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ غذائیت کے لحاظ سے بہترین پھل اور عوام میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔ آموں کی ایسی تمام اقسام جو دنیا بھر میں شہرت رکھتی ہیں پاکستان میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں لنگڑہ، دوسہری، الفانسو، چونسہ، فجری اور انور راٹول شامل ہیں۔

آم سب سے زیادہ پنجاب میں پیدا ہوتا ہے۔ پاکستان کی کل پیداوار کا ساٹھ فی صد پنجاب اور ۳۸ فی صد سندھ سے حاصل ہوتا ہے۔ پنجاب میں آم زیادہ تر ملتان، رحیم یار خان اور بہاولپور اضلاع میں پیدا ہوتا ہے۔

سیب بھی پاکستان کے اہم پھلوں میں شامل ہے۔ یہاں پیدا ہونے والی سیبوں کی اہم اقسام میں گولڈن، سرخ اور قندھاری وغیرہ شامل ہیں۔ سیبوں کے باغات کا ۶۳ فی صد رقبہ صرف بلوچستان میں ہے۔ جبکہ ۳۲ فی صد سیبوں کا زیر کاشت رقبہ صوبہ سرحد میں ہے۔ پنجاب اور سندھ میں سیبوں کی پیداوار برائے نام ہے۔ سیب کی کل پیداوار کا ۵۷ فی صد بلوچستان میں ہے۔ اور ۴۰ فی صد صوبہ سرحد سے حاصل ہوتا ہے۔

پاکستان کے پھلوں میں امرود کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ امرود پورے ملک میں پیدا ہوتا ہے۔ اور تقریباً ساری پیداوار ہی تازہ حالت میں مقامی طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ سب سے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

زیادہ پیداوار صوبہ پنجاب میں ہوتی ہے۔ دوسرے نمبر پر سرحد اور تیسرے نمبر پر سندھ ہے۔ کراچی، لاڑکانہ اور کوہاٹ کے امرود اپنے اعلیٰ معیار کی وجہ سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔

پاکستانی پھلوں میں کیلا بھی عوام کا ایک پسندیدہ پھل ہے۔ تیس سال قبل اس وقت کے مغربی پاکستان میں کیلا کہیں نہیں پیدا ہوتا تھا۔ کیلا بھارت سے درآمد کیا جاتا تھا یا مشرقی پاکستان سے طیاروں کے ذریعہ لایا جاتا تھا۔ بعد میں سندھ میں کیلا پیدا کرنے کے تجربات کئے گئے جو نہایت کامیاب ثابت ہوئے۔ اور آج یہ صورت حال ہے کہ پاکستان کیلا برآمد کرنے والے ممالک کی صف میں آچکا ہے۔ مقامی منڈی میں کیلا سب سے سستا پھل ہے۔ تقریباً تمام پیداوار سندھ کے زیریں اضلاع سے حاصل ہوتی ہے۔

کھجور بھی پاکستان کے اہم پھلوں میں شامل ہے۔ اس کی کئی اقسام ملک میں پیدا کی جارہی ہیں۔ کھجور کی پیداوار کا بڑا حصہ خشک کرکے بھارت، بنگلہ دیش اور نیپال کو برآمد کردیا جاتا ہے۔ ایران، عراق جنگ کے آغاز پر جب بصرہ سے کھجور کس آنا بند ہوگئیں تو پاکستان میں کھجوروں کی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان کھجور برآمد کرنے والے ممالک کی صف میں آچکا ہے۔ گزشتہ سال کل پیداوار ۲ لاکھ ۷۶ ہزار ٹن تھی۔ بلوچستان کھجور پیدا کرنے والا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ مگر مناسب سہولتوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے یہاں پیداوار میں نقصانات کی شرح بھی بہت زیادہ ہے۔ سندھ میں کھجور کی پیداوار کو سب سے اچھے طریقے سے استعمال کیا جارہا ہے۔ یہاں کھجور کو پروسس کرنے اور ڈبوں میں بند کرنے کے کئی کارخانے کام کر رہے ہیں۔ (مرزا طاہر بیگ۔ ایم ایس سی۔ باٹنی لاہور)

صحیح حل

مقابلہ معلومات نمبر ۱

۱۔ ابوالقاسم

۲۔ اصحمہ نجاشی (شاہ حبشہ) حضرت زید بن حارثہ

۳۔ نمیبیا

۴۔ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

۵۔ ۶۵ مرتبہ

۶۔ آسٹریلیا کے سائمن او ڈونیل، آسٹریلیشیا کپ ۹۰ء، ۱۸ گیندوں میں

۷۔ ۱۰، جون ۱۹۸۲ء جمعرات

۸۔ ۳۱، جنوری کو قیام اور ۴، فروری ۱۹۳۸ء کو نام خدام الاحمدیہ رکھا گیا۔ مکرم مولوی قمرالدین صاحب فاضل

۹۔ ۸۱، ۲۷، ۹، ۳ (A) ۳۵، ۲۸، ۲۱، ۱۴، ۷ (B)

۱۰۔ فقہ کے چار امام حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل

ہمیں مقررہ تاریخ تک ۴۰ حل موصول ہوئے۔ ان میں سے صرف سات حل درست نکلے اور وہ ہیں

بشارت احمد شاہد (دارالیمن ربوہ) سعید احمد طاہر (دارالرحمان ربوہ) عامر لطیف عمران (دارالرحمان ربوہ) نعیم احمد عزیز (دارالعلوم وسطی ربوہ) طاہر احمد قمر (ٹیکسلا) عاصم خالد بھلی (گلبرگ لاہور) رفیق مبارک میر (دارالحمد لاہور)

ان تمام خدام کو محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کے دستخطوں سے ایک تحفہ ارسال خدمت کیا جارہا ہے۔

ذیل میں ان خدام کے نام ہیں جنہوں نے ۱۰ میں سے ۹ یا ۸ نمبر حاصل کئے ہیں۔

خالد احمد (واہ کینٹ)، محمد اشرف نور (ننکانہ)، عامر شیراز (ربوہ)، فاروق احمد طاہر (ربوہ)، عامر لطیف (ربوہ)، محمد افضل (نوشہرہ ورکاں)، افتخار احمد (نوشہرہ ورکاں)، طیب احمد طاہر (دارالذکر فیصل آباد)، محمد ظفر بھٹی (کشمیر کالونی کراچی)، خالد محمود (ڈرگ کالونی کراچی)، نعمت اللہ (دارالعلوم شرقی ربوہ)، نور احمد (دارالصدر ربوہ)، رانا محمد طاہر فاروق (چک نمبر ۶۹ گھسیٹ پورہ)، سہیل احمد قمر، اسد رضوان، سید اظہر احمد شاہ (دارالعلوم وسطی ربوہ)، نصیر احمد خان بابر (چوہان پارک لاہور) عبدالمنان فیاض (اسلام آباد شرقی) فاروق احمد (۶۹ رب) احمد نور قریشی (دارالصدر جنوبی ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

میرا جیون ساتھی

ایک اچھا آئیڈیل بھی کیا شے ہے۔ میں نے بھی دوسرے اہل دل اور چاہنے والے لڑکوں کی طرح ایک خوبصورت، حسین و جمیل اور چاہنے والا آئیڈیل چنا۔ ہاں جس کی مجھے خواہش تھی۔ جس کی محبت اور چاہت میں میں دنیا کا غم بھول جاؤں اور پھر مجھے میرا آئیڈیل مل گیا۔

اس کا طبعی رنگ سانولا ہے مگر اس کا شمار دنیا کی ان ہستیوں میں ہوتا ہے جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ مگر اس کی بے لوث محبت کا اندازہ آپ اس بات سے لگاسکتے ہیں کہ ایک دن مجھے کہیں جانا تھا، بس میں سواریوں کی بھرمار تھی۔ میں تو سوار ہوگیا لیکن بدقسمتی سے میں اس کے لئے کوئی جگہ مہیا کرنے میں ناکام رہا۔ چنانچہ اسے منزل مقصود تک پیدل سفر کرنا پڑا۔ تاہم میرے اس عظیم ساتھی نے ذرا بھی شکایت نہ کی۔ میں آپ کو ایک اور واقعہ سناتا ہوں۔ ایک تاریک رات تھی، بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے۔ چاند اور ستاروں کا دور دور تک نام و نشان نہ تھا۔ میں اپنے خیالوں میں مگن چلا جارہا تھا کہ اچانک مجھے احساس ہوا کہ میرے پیچھے ایک تیز رو کار فراٹے بھرتی ہوئی چلی آرہی ہے۔ خود کو بچانے کی ہر ممکن سعی کی مگر بے سود۔ میں کار کی زد میں ہی آگیا۔ میں نے گرتے گرتے دیکھا کہ میرا ساتھی بھی اس حادثے کا شکار ہوگیا ہے۔ اگر وہ بچنا چاہتا تو بچ سکتا تھا۔ اس حادثے کا شکار وہ جان بوجھ کر ہوا۔ شاید اس نے میرے بغیر زندگی گزارنا دشوار سمجھا۔ طبی امداد کے بعد مجھے فارغ کیا گیا تو میری نظر اچانک اس پر پڑی اور میں نے دیکھا کہ اس کو خراش تک نہیں آئی۔ وہ میرے شانہ بشانہ چل رہا تھا۔ میرا عقیدہ اس کے بارے میں راسخ اور پکا ہوگیا۔ اس کی بے مثال قربانی سے مجھے تقویت نصیب ہوئی۔ محض اس لئے نہیں کہ اس نے ایسا سب کچھ میرے لئے کیا بلکہ اس نے اپنے لئے بھی کیا کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ دو سچے محبوں کو کوئی طاقت جدا کرسکے۔

یہ بہت شرمیلا ہے۔ میرے نزدیک اس میں یہ برائی ہے کہ میری کسی بھی بات کا جواب آسودگی سے نہیں دیتا، یعنی اس کے جواب میں استفہامیہ انداز ہوتا ہے۔ میری باتوں کو ایسے سنتا ہے جیسے خاموش حسینہ ہو، ویسے اسے مجھ سے بے تحاشہ پیار ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کبھی بھی میرے بغیر رہنا پسند نہیں کرتا چاہے حالات کیسے بھی ہوں میرا ساتھ دیتا ہے۔ بیشک یہ ایک وفا شعار ساتھی ہے۔ مگر ان خوبیوں کے باوجود اس میں ایک سقم یہ بھی ہے کہ تھوڑا سا بزدل یعنی ڈرپوک ہے۔ جہاں اندھیرا ہوتا ہے تو مجھے تھوڑی دیر کے لئے تنہا چھوڑ دیتا ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب یہ مجھ سے بیزار ہو کر چلا جاتا ہے۔ تب دل میں بہت سے خیالات امنڈ آتے ہیں کہ اسے مس کر دوں لیکن سوچتا ہوں کہ اس کے بغیر میری ذاتی زندگی بھی ادھوری ہے اور ایک پل بھی نہ رہ سکوں گا۔

اس دور میں اتنا محبت کرنے والا پرخلوص اور دوسروں پر جان نچھاور کرنے والا جیون ساتھی صرف اور صرف اپنا سایہ ہی ہوسکتا ہے۔

(بشکریہ "فاران" ۱۹۸۵ء)

ربوہ میں فری کوچنگ کلاسز

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے زیر انتظام یکم اگست سے میٹرک کے طلباء کے لئے ایک مہینے کا کورس کروایا جائے گا۔ جس میں سائنسی مضامین کے پریکٹیکلز کروانے کا انتظام بھی ہوگا۔

علاوہ ازیں یکم اگست سے بنیادی الیکٹرونکس سکھانے کے لئے کورسز بھی کروائے جائیں گے۔ ۳۱۔ اگست کو آل ربوہ صنعتی نمائش منعقد ہوگی جس میں اول دوم آنے والوں کو انعامات دئے جائیں گے۔

(ناظم امور طلباء۔ ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سپورٹس

ہاکی

ہالینڈ میں ۱۶ جون تا ۲۴ جون تک کھیلے گئے بی۔ ایم۔ ڈبلیو ٹرافی سات ملکی ہاکی ٹورنامنٹ میں آسٹریلیا نے پاکستان کے مقابلے میں بہتر گول اوسط کی بنیاد پر پہلی پوزیشن حاصل کی ہے جبکہ پاکستان نے دوسری اور ہالینڈ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

پاکستانی ٹیم کے کھلاڑی شہباز احمد کو ٹورنامنٹ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔ پاکستان بھارت سے کئی سالوں کے بعد ہارا جبکہ اس نے مغربی جرمنی، ہالینڈ، اسپین اور برطانیہ کو اس ٹورنامنٹ میں شکست دی اور آسٹریلیا سے برابر کھیلا۔ قومی ٹیم کے سابق کپتان سمیع اللہ نے اس کارکردگی کو تسلی بخش قرار دیا۔ اس ٹرافی کے فوراً بعد پاکستانی ٹیم نے مغربی جرمنی اور اسپین کا دورہ کیا دونوں ممالک کے خلاف دو دو ٹسٹ میچ کھیلے جرمنی سے دونوں ہارے اور اسپین کو دونوں میچ میں شکست دی۔

○ کرکٹ

۲۹ جون کو آئی سی آئی کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ سال انٹرنیشنل ایمپائر کا ایک پینل بنا دیا جائے گا کرکٹ میں ہر مہمان ٹیم میزبان ٹیم کے ایمپائروں سے نالاں ہے۔ مہمان کھلاڑیوں کے خلاف ایل۔ بی۔ ڈبلیو کے فیصلے اور میزبانوں کے حق میں اس قسم کے آئے دن کے جھگڑوں کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ جس طرح ہاکی اور فٹ بال میں کارڈوں کی بھرمار ہوتی ہے کرکٹ میں بھی ایسا ہو کہ اگر کھلاڑی ایمپائر سے بدتمیزی کرے تو ایمپائر اسے گراؤنڈ سے نکال دے اور آئندہ سال اپریل سے کرکٹ کھیلنے والے تمام ممالک میں نیوٹرل ایمپائر مقرر ہوں گے اس تجویز کو سب سے پہلے پاکستان نے پیش کیا بلکہ گزشتہ سالوں میں چند مرتبہ یہاں تجرۃً نیوٹرل ایمپائروں کی نگرانی میں سیریز بھی منعقد ہو چکی ہیں۔

چند ایک مختصر خبریں

○ سکواش کے بے تاج بادشاہ پاکستان کے جہانگیر خان ایک مرتبہ پھر دنیا کے نمبرون کھلاڑی بن گئے۔

○ ۱۹۹۲ء میں بارسیلونا اولمپکس میں متحدہ جرمنی حصہ لے گا۔

○ ارجنٹائن کے شہرہ آفاق کھلاڑی میراڈونا کو جاپان کے ایک کلب نے کھیلنے کی دعوت دی ہے اور بلینک چیک پیش کیا ہے جبکہ ۱۹۹۲ء تک میراڈونا کا اٹلی کے ایک کلب سے پہلے سے معاہدہ ہے۔

○ نیوزی لینڈ کے حالیہ دورہ انگلینڈ کے دوران رچرڈ ہیڈلی کو سر کا خطاب ملا وہ ۱۲ویں کرکٹر ہیں جنہیں یہ اعزاز حاصل ہوا۔ یہ بات سننے میں آئی تھی کہ وہ پہلے کھلاڑی ہیں جنہیں کھیل کے دوران یہ اعزاز ملا باقی سب کو ریٹائرمنٹ کے بعد سر کا خطاب ملا۔ یہ درست نہیں ۱۹۳۶ء میں انڈیا کے دورہ انگلینڈ کے دوران سیکنڈ ٹسٹ اور فسٹ ٹسٹ کے دوران مہاراجہ وجے نگر کو بھی سر کا خطاب ملا تھا۔

○ روم میں ہونے والے ورلڈ کپ فٹ بال کے موقع پر ۲۶ ملین ڈالر کے ٹکٹ فروخت ہوئے۔

ارجنٹائن اور کیمرون کے مقابلے کے سب سے زیادہ ٹکٹ فروخت ہوئے۔

○ مغربی جرمنی کے خلاف متحدہ عرب امارات کے کھلاڑی کو ایک گول کرنے پر رولس لائس کار انعام میں ملی ہے۔

○ ۱۹۹۴ء میں ورلڈ کپ فٹ بال امریکہ میں ہوگا جبکہ مراکش اور فرانس نے پیشکش کی ہے ۱۹۹۸ء کا ورلڈ کپ انہیں اپنے ہاں منعقد کرنے کی اجازت دی جائے۔

فرنچ اوپن ٹینس

یوگوسلاویہ کی مونیکا سیلز نے اسٹیفن گراف کو فرنچ اوپن ٹینس ٹورنامنٹ کے فائنل میں ہرا کر دنیا کو حیرت میں ڈال دیا سولہ سالہ مونیکا ٹینس کی تاریخ میں گرینڈ سلام ٹورنامنٹ جیتنے والی کمسن ترین کھلاڑی ہے۔ پیرس میں کھیلے جانے والے اس ٹورنامنٹ میں مونیکا نے گراف کو ۷-۶ اور ۶-۴ سے شکست دی۔

فرنچ اوپن کے مردوں کا فائنل مقابلہ بھی بہت بڑا اپ سیٹ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تھا۔ تیس سالہ گومیز کا یہ پہلا گرینڈ سلام ٹورنامنٹ تھا جو اس نے بیس سالہ آندرے آگاسی کو ۶۔۴ اور ۶۔۴ سے ہرا کر جیتا آقدرس گومیز کی یہ پہلی بڑی کامیابی ہے۔

فٹ بال ورلڈ کپ

انگلینڈ کے تماشائی ہنگامہ آرائی لڑائی جھگڑوں اور مار کٹائی میں بہت مشہور ہیں اور فٹ بال کے مقابلوں کے دوران بیسیوں آدمی اس قسم کے ہنگاموں کی نظر ہو چکے ہیں۔ ورلڈ کپ فٹ بال کے دوران اٹلی نے ان مہمانوں سے نپٹنے کے لئے خصوصی اقدامات کیئے تھے جن میں جرمانے قید اور ملک سے نکالنے جیسے حربے شامل تھے چنانچہ انگلینڈ واپس بھیجے گئے ان تماشائیوں کی تعداد کئی سو تک پہنچ گئی۔ پچھلے دنوں جب ۲۵۰ افراد کو ہنگامہ آرائی کرنے کی بنا پر واپس بھیجا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ پولیس نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے ایک ساتھ ہمیں گھیرے میں لے لیا اور پھر بغیر وجہ ملک بدر کر دیا ۱۸ گھنٹے ہمیں بند رکھا گیا اس کے بعد جب ہوائی جہاز پر سوار کروانے لگے تو بتایا گیا کہ انہیں وہاں لیجایا جا رہا ہے جہاں انگلینڈ کا میچ ہو رہا ہے لیکن اٹلی کے جہاز کے ذریعے ہمیں واپس بھجوا دیا گیا۔

فٹ بال ورلڈ کپ ۱۹۹۰ء

۸ جولائی کو ایک ماہ تک جاری رہنے والے ورلڈ کپ فٹ بال کا فائنل میچ ارجنٹائن اور مغربی جرمنی کے درمیان کھیلا گیا کھیل ختم ہونے سے صرف چھ منٹ قبل مغربی جرمنی کو ایک پنلٹی کک ملی جس سے بھرپور فائدہ اٹھایا گیا۔ ارجنٹائن کے کھلاڑیوں نے اس پنلٹی کے فیصلہ پر سخت احتجاج کیا لیکن بے سود۔

مغربی جرمنی لگاتار تیسری مرتبہ فائنل میں پہنچا جبکہ اس نے سیمی فائنل کے لیئے ۹ ویں مرتبہ کوالیفائی کیا تھا جو ایک ریکارڈ ہے اب یہ ٹرافی جرمنی نے تیسری مرتبہ جیتی ہے۔ ۲۴ ٹیموں کے درمیان ہونے والے ان میچوں کا آغاز ایک بڑے اپ سیٹ سے ہوا جب کیمرون نے ارجنٹائن کو پہلے میچ میں ایک گول سے شکست دی اس وقت کوئی بھی یہ توقع نہیں کر رہا تھا کہ ارجنٹائن فائنل میں پہنچ جائے گا۔ قسمت نے کئی مواقع پر ارجنٹائن کا ساتھ دیا مثلاً کوارٹر فائنل اور سیمی فائنل کے دونوں میچ ارجنٹائن پنلٹی ککس کی بنیاد پر جیتا۔ ان کا گول کیپر بہت پھرتیلا ثابت ہوا۔ فائنل کے موقع پر یوں معلوم ہوتا تھا کہ ارجنٹائن کی حکمت عملی یہ ہے کہ فیصلہ پنلٹی ککس پر ہو کھیل کے دوران اکثر و بیشتر بال جرمنی کے ہاتھ میں رہا۔ اس سے قبل دونوں سیمی فائنل میچوں کا فیصلہ پنلٹی ککس کے ذریعے ہوا۔

ارجنٹائن نے فیورٹ اٹلی کو زبردست مقابلے کے بعد پنلٹی ککس پر شکست دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اٹلی کے طول و عرض میں صف ماتم بچھ گئی ورلڈ کپ کی میزبانی کی دھن میں عذاب ناک دن گزارنے والے اطالوی عوام کے لئے یہ بہت بڑا دھچکا تھا۔ ورلڈ کپ کا دوسرا سیمی فائنل مغربی جرمنی اور انگلینڈ کے درمیان کھیلا گیا۔ انگلینڈ کی ٹیم نے اس میچ میں ڈٹ کر مقابلہ کیا مقررہ وقت میں مقابلہ ایک ایک گول سے برابر تھا اس لیئے فیصلہ پنلٹی ککس کے ذریعے ہوا جیسے جرمنی نے ۳۔۴ سے جیت لیا۔ اب ۱۹۹۴ء تک جرمنی ورلڈ چیمپئن ہے۔

کرکٹ

انگلینڈ اور نیوزی لینڈ کے درمیان ۳ ٹیسٹ میچوں پر مشتمل سیریز کو انگلینڈ نے ایک صفر سے جیت لیا۔ ۱۰ جولائی کو تیسرے ٹیسٹ کے آخری روز اس نے نیوزی لینڈ کو ۱۱۴ رنز سے شکست دے دی۔

عظیم آل راؤنڈر سر رچرڈ ہیڈلی کا یہ آخری ٹیسٹ میچ تھا۔ اپنی آخری اننگز میں انہوں نے ۵۳ رنز دے کر ۵ وکٹیں حاصل کیں۔ اس سیریز میں وہ ۱۶ وکٹیں لینے میں کامیاب ہوئے۔ اب ان کی وکٹوں کی تعداد ۴۳۱ ہے جو مستقبل قریب میں کسی بھی کھلاڑی کی پہنچ سے ابھی دور ہے۔

اس سے قبل کھیلے گئے دونوں ٹیسٹ میچ بارش کی نظر ہوگئے۔ کبھی رم جھم اور کبھی موسلا دھار بارش لیکن آخری ٹیسٹ

بقیہ صفحہ 26 پر۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نباتات

درخت قوم کا سرمایہ

درخت لگانا صدقہ جاریہ ہے۔ درخت لگانے کے دو موسم ہیں۔ ایک موسم بہار یعنی ماہ فروری اور مارچ دوسرا موسم برسات یعنی جولائی اور اگست کے مہینے۔

ہم کسی درخت کو بلا سوچے سمجھے جہاں جی چاہے نہ لگائیں۔ ہر جگہ ہر درخت نمو نہیں پاسکتا۔ درختوں کی مختلف اقسام اپنے اپنے مخصوص مزاج و خصلت رکھنے کے ساتھ مقام اور آب و ہوا کی پابند ہوتی ہیں۔ اس لئے درخت لگاتے وقت قسم کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔ اس کا بہتر طریقہ یوں ہے کہ آپ جہاں درخت لگانا چاہتے ہیں اس رقبہ کے چاروں طرف نگاہ ڈالیں اور دیکھیں کہ وہاں قدرتی طور پر کس قسم کے درخت اگے ہوئے ہیں۔ اور اسی قسم کا درخت آپ بھی لگائیں تاکہ درخت آسانی سے قائم رہے اور آپ کی محنت رائیگاں نہ ہو۔ نیز آپ اس پر ضرور توجہ دیں کہ زمین کی حالت اور مٹی کس قسم کی ہے۔ اگر زمین زرخیز ہے تو بہتر ورنہ آپ وہاں پر گڑھے کھودیں۔ ناقص مٹی نکالیں اور اس کی جگہ اچھی قسم کی مٹی اور پتی کی کھاد سے پر کر کے پودا لگائیں۔ نیز گڑھا اتنا بڑا اور گہرا ضرور ہو کہ پودے کی جڑوں کو اس میں پلنے بڑھنے کے لئے کافی جگہ ملے۔ پودے کے نزدیک چاروں طرف ایک فٹ تک کوئی گھاس وغیرہ نہ ہو۔

پاکستان میں مختلف علاقوں کے لئے آب و ہوا کے لحاظ سے درختوں کی مناسب قسمیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ شمالی پہاڑی علاقے:۔ ایلنتھس (شجر جنت) دیو دار، چیڑ، سرو، اخروٹ، سفیدہ، کیل (کائیل)، صنوبر، جنگلی کیکر، بن، اکھوڑ، پرتل، سیب، پاپلر، رین پلچھ نیز توت تن وغیرہ بھی پھلتے پھولتے ہیں۔

۲۔ پہاڑ کے دامن کے علاقے:۔ یہاں پر کہو، پھلاہی قدرتی طور پر ہوتے ہیں۔ املتاس، روبینا، یوکلپٹس (سفیدہ)، توت، دھریک، ارہٹھا، کچنار، پیپر ملبری، بہڑہ، بٹنگی، دراوا، ایلنتھس، شیشم، بید، تن، سمبل۔

۳۔ شمالی میدان:۔ ارجن، املتاس، اندرکنی، ارہٹھا، آملہ، سفیدہ، بیر، بکائن، ڈھاک، ایپل ایپل، کیکر، جامن، پھلاہی، کاغذی شہتوت، پیپل، پاپلر، شیشم، سرس، توت، سمبل، آم، اوبھان، نیم، بید، جنتر، کچنار، املی، سوہانجنا، لسوڑا وغیرہ

۴۔ ریگستانی علاقے:۔ بیر، فراش، ون، جنڈ، ببول (کیکر)، ریہڑو،

۵۔ شور والے علاقے:۔ کیکر، سفیدہ، فراش، نیم، بھان وغیرہ

۶۔ سیم والے علاقے:۔ ارجن، بکائن، جامن، اندرکنی، بید، سفیدہ، نیم وغیرہ

درختوں کی قسمیں لگانے کا طریقہ، مختصر فوائد

آم۔ لگانے کا طریقہ، پودے اور گٹھلی سے۔ فوائد، پھل دار، سدا بہار، سایہ دار، اعلیٰ زمین اور پانی درکار ہے۔

شیشم۔ لگانے کا طریقہ، قلم سے۔ فوائد، عمارتی لکڑی، جلانے کی لکڑی بنتی ہے۔ یہ پاکستان کا بہت مضبوط اور پائیدار درخت ہے۔

سرس۔ لگانے کا طریقہ، پودے یا بیج سے۔ فوائد، سایہ دار، اس کے پتے چارہ کے کام آتے ہیں۔ لکڑی بھی کارآمد ہے۔

ببول (کیکر)۔ لگانے کا طریقہ، بیج کے ذریعے۔ فوائد، پتے بطور چارہ کام آتے ہیں۔ لکڑی جلانے کے لئے، کوئلے کے لئے، موزوں چھال سے رنگ نکلتا ہے۔

بکائن۔ لگانے کا طریقہ، پودے کے ذریعے۔ فوائد، تیزی سے بڑھنے والا درخت ہے۔

توت۔ لگانے کا طریقہ، قلم کے پتے۔ فوائد، ریشم کا کیڑا پالنے کے لئے اس کے پتے کام آتے ہیں۔ اس کی لکڑی لچکدار ہے۔ اس سے کرکٹ کے بلے، ٹینس و بیڈمنٹن کے چھکے، ہاکی و کیرم بورڈ بنتے ہیں۔

سمبل۔ لگانے کا طریقہ، قلم سے۔ فوائد، خوبصورت ہے۔ اس کی روئی سے تکیے بھرے جاتے ہیں۔ لکڑی نرم ہے۔ اس سے دیا سلائی تیار ہوتی ہے۔ اس کی روئی جیکٹوں میں کام آتی ہے۔

پاپلر۔ لگانے کا طریقہ، بیج سے و سالم پودا لگانے سے۔ فوائد، خوبصورت ہے۔ تیزی سے بڑھتا ہے۔ اس کی لکڑی ہلکی ہوتی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہے۔ اس سے ماچس، کاغذ، پلائی وڈ، چپ بورڈ اور کریٹ۔ نیز بیج کی بجائے قلم یا پودا زیادہ بہتر ہے۔

کچنار۔ لگانے کا طریقہ، بیج یا پودے کے ذریعے۔ فوائد، پھل دار خوبصورت پھول دار درخت ہے۔

جامن۔ لگانے کا طریقہ، پودے کے ذریعے۔ فوائد، پھل دار، زیادہ نم دار زمین کے لئے موزوں ہے۔

جنتر۔ لگانے کا طریقہ، بیج کے ذریعے۔ فوائد، باڑ کے لئے موزوں ہے۔ بہت تیزی سے بڑھتا ہے۔

املتاس۔ لگانے کا طریقہ، پودے کے ذریعے۔ فوائد، دوائی میں استعمال ہوتا ہے۔ خوبصورت ہے۔ پھولدار، سخت جان معمولی زمین میں رہ سکتا ہے۔

نیم۔ لگانے کا طریقہ، بیج کے ذریعے۔ فوائد، کلر زمین کے لئے موزوں ہے۔ طب میں بھی کام آتا ہے۔

ولو۔ لگانے کا طریقہ، شاخ تراشی کے ذریعے۔ فوائد، زیادہ نم دار زمین کے لئے موزوں ہے۔

سفیدہ۔ لگانے کا طریقہ، پودے سے۔ فوائد، خوبصورتی کے لئے۔ اس کے پتے دوا میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی لکڑی نرم ہے۔ کلر والے رقبے میں موزوں ہے۔

لسوڑا۔ لگانے کا طریقہ، بیج اور پودے سے۔ فوائد، پھل دار اور سایہ دار درخت ہے۔

کاغذی توت۔ لگانے کا طریقہ، پودے سے۔ فوائد، تیزی سے بڑھنے والا سایہ دار درخت ہے۔

فراش۔ لگانے کا طریقہ، شاخ تراشی سے۔ فوائد، تیزی سے بڑھنے والا، کلر زمین کے لئے موزوں ہے۔

پیپل۔ لگانے کا طریقہ، شاخ تراشی کے ذریعے۔ فوائد، سایہ دار درخت ہے۔

بیر۔ لگانے کا طریقہ، بیج یا پودے سے۔ فوائد، پھل دار درخت، خشک علاقوں میں بھی ہو سکتا ہے۔

املی۔ لگانے کا طریقہ، بیج اور پودے سے۔ فوائد، سدا بہار، سایہ دار، اچھی زمین چاہیئے۔

سرو۔ لگانے کا طریقہ، پودے سے۔ فوائد، خوبصورتی کے لئے

ریٹھا۔ لگانے کا طریقہ، پودے کے ذریعے۔ فوائد، پھل دار درخت ہے۔

روبینا۔ لگانے کا طریقہ، بیج اور قلم سے۔ فوائد، زمین کی زرخیزی میں اضافہ کرتا ہے۔ تیزی سے بڑھتا ہے۔

تن۔ لگانے کا طریقہ، پودے سے۔ فوائد، پھل دار، زیادہ نم دار زمین کے لئے موزوں ہے۔

بن کھوڑو برگد۔ لگانے کا طریقہ، شاخ تراشنے سے، بیج سے۔ فوائد، پہاڑی علاقوں میں نمی والی جگہ کے لئے بڑا سایہ دار درخت ہے۔

اخروٹ۔ لگانے کا طریقہ، بیج سے۔ فوائد، پہاڑی علاقوں میں اچھی زمین پر بہترین لکڑی کے لئے۔

چیڑ/ڈوربنا۔ لگانے کا طریقہ، سالم پودے سے۔ فوائد، خشک پہاڑی علاقوں کے لئے۔

دیو دار۔ لگانے کا طریقہ، پودے سے۔ فوائد، خوبصورت ہے۔ لکڑی کارآمد ہے۔

السنتھس۔ لگانے کا طریقہ، قلم اور پودے سے۔ فوائد، تیزی سے بڑھنے والا، کٹے پھٹے علاقوں کے لئے۔

مسکٹ۔ لگانے کا طریقہ، بیج سے۔ فوائد، خشک علاقوں کے لئے۔ کلر زمین کے لئے۔

نوٹ! یہ پودے محکمہ جنگلات کی نرسریوں سے یا پرائیویٹ نرسریوں سے مل سکیں گے۔

نوٹ! شجرکاری پر آپ کو مزید معلومات درکار ہوں تو خاکسار کو اس پتہ پر لکھیں۔

(محمد عبدالرحمان محمود بلوچ۔ مجاہد آباد کالونی، بلاک نمبر ۱۸، مکان نمبر ۲۱۸۸ ڈیرہ غازیخان)

ادارہ "خالد" ربوہ سے خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

انعامی مقابلہ معلومات نمبر ۳

۱۔ شیخین، معوذتین اور ذوالنورین سے کیا مراد ہے؟

۲۔ "ذات النطاقین" کس کا لقب ہے؟ اور کیوں کہا جاتا ہے؟

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مباہلے کا چیلینج کس تاریخ کو دیا اور مباہلے کا ایک نشان بتائیں جس کا "اگست" کے مہینے سے بھی تعلق ہو؟

۴۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کس جگہ کو اپنا "وطن ثانی" قرار دیا ہے؟

۵۔ کون سا ملک ہے جس کے ڈاک ٹکٹ پر اس کا نام نہیں لکھا ہوتا؟

۶۔ ۱۹۹۴ء کا فٹ بال ورلڈ کپ کس ملک میں ہوگا اور اب تک کتنے ورلڈ کپ ہو چکے ہیں؟

۷۔ دنیا کا سب سے لمبا اور مختصر آئین کس کس ملک کا ہے؟

۸۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے تین علماء جماعت احمدیہ کو "خالد احمدیت" کا خطاب دیا تھا ان کے نام لکھیں؟

۹۔ اشرف نے امتحان میں جتنے نمبر حاصل کئے انہیں ۲، ۳، ۴، ۵ یا ۶ سے تقسیم کریں تو ہر صورت میں ایک کا ہندسہ باقی بچے گا لیکن اس کے حاصل کردہ نمبر ۱۱ سے پورے تقسیم ہوجاتے ہیں۔ بتائیے اس نے کتنے نمبر حاصل کئے تھے۔

۱۰۔ چار ملک ایسے ہیں جن کی کرنسی کا نام "روپیہ" ہے۔ ان کے نام لکھیں؟

نوٹ اس مقابلہ میں ہر خادم شامل ہوسکتا ہے۔

- صحیح حل بھیجنے کی آخری تاریخ ۳۰ اگست ہے۔
- درست حل بھیجنے والوں میں سے اول۔ دوم اور سوم آنے والوں کو انعام دیا جائے گا۔

مدیر خالد
دارالصدر جنوبی
ایوان محمود ربوہ
پوسٹ کوڈ نمبر ۳۵۴۶۰

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مسابقت

اخبار مجالس

○ چک نمبر ۲۹۷ ج ب

دوروزہ تربیتی اجتماع ۳۱ مئی و یکم جون ۹۰ء کو ہوا۔ جس میں خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ مجموعی طور پر ۱۰۸ احباب نے شمولیت کی۔ ایک ہفتہ وقار عمل بھی ۲۵ تا ۳۱ مئی منایا گیا جس میں ۱۰ خدام شامل ہوئے اور مجموعی طور پر ۲۲ گھنٹے کام کیا۔

○ مالوکے بھلی (ضلع سیالکوٹ)

مئی میں ایک اجلاس عام ہوا۔ ۲۷ مئی کو "یوم خلافت" پر جلسہ کیا گیا۔

○ واہ کینٹ

خدام و اطفال کا دو روزہ اجتماع مورخہ ۱۷، ۱۸ مئی ۹۰ء کو ہوا۔ نماز تہجد کے علاوہ علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ خدام و اطفال کی حاضری سو فی صد رہی۔

○ ڈرگ کالونی کراچی

۲۶ مئی کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلسہ منعقد ہوا جس میں ۷۶ احباب نے شرکت کی۔ رسالہ خالد کے لئے دو عدد اشتہارات لئے گئے اور اشاعت کے لئے مضامین بھی بھجوائے گئے۔ نیز دس نئے خریدار بنائے گئے۔

○ لاہور

یکم مئی کو ضلع لاہور کے خدام و اطفال کا اجتماع برائے ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوا جس میں صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان مہمان خصوصی تھے۔ اس میں ایک نمائشی کبڈی میچ کے علاوہ دوسرے ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ اس میں ایک دلچسپ مقابلہ جاپانی طریق پر سویاں کھانے کا بھی ہوا جس میں قائد صاحب مجلس گلبرگ اول رہے۔ اس میں ۱۷ مجالس کے ۸۵۳ خدام و اطفال نے شرکت کی۔

○ مغلپورہ

ماہ مئی میں تین بوتل خون کا عطیہ دیا گیا۔ غرباء و مساکین کی ۳۲۹۵/ روپے کی مالی امداد کی گئی۔ اس کے علاوہ دو وقار عمل ہوئے۔ اور خدام کے ۶ اجتماعی اجلاس ہوئے۔

○ ضلع لاہور کا تعلیمی و تربیتی اجتماع ۱۸ مئی کو منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے شرکت کی۔ خدام کے سوالوں کے جواب دیئے اور اختتامی تقریب میں تقسیم انعامات کے بعد خطاب کیا۔ اجتماع میں ۲۴ مجالس کے ۱۵۵۰ خدام و اطفال و انصار شامل ہوئے۔

○ ملتان

۸ جون کو قیادت ضلع ملتان نے تحصیل لودھراں کی مجالس کا ایک روزہ اجتماع منعقد کیا۔ جس میں ۱۴ مجالس کے ۱۳۴ خدام و اطفال شامل ہوئے۔

ضلع کی تمام ۱۵ مجالس کے ۲۵۰ خدام نے مرکزی امتحان میں شرکت کی۔

○ ربوہ

ماہ اپریل میں تلاوت، نظم، تقریر، معلومات، اور حفظ ادعیہ کے ۲۰ مقابلہ جات کا انعقاد ہوا جس میں ۱۰۵ خدام نے حصہ لیا۔ اسی طرح ماہ اپریل میں ۷۸۳ خدام نے مقررہ کتاب کا مطالعہ کیا۔

شعبہ صنعت و تجارت کے تحت ۳۰۵ روپے کا منافع کمایا گیا۔ نیز چند نوجوان طلباء پر مشتمل ایک فزکس سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا جس کا ایک مقصد الیکٹرونکس کی چھوٹی اور عام استعمال کی اشیاء تیار کر کے سستے داموں عام لوگوں تک پہنچانے کا پروگرام ہے۔

○ سرگودھا

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ شہر سرگودھا نے ۱۱ مئی کو کلر کہار کے خوبصورت مقام پر ایک پکنک منائی۔

○ کھاریاں

عید الفطر کے موقع پر ۸۰۰ روپے کی مالی امداد غرباء کی گئی۔ ۱۷ تا ۱۳ اپریل ہفتہ خدمت خلق منایا۔ جس میں خاص طور پر نشہ کے عادی افراد کے بارے میں سروے کیا گیا اور نشہ کی لعنت

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کے متعلق لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔

۱۱ مئی کو ایک وقار عمل ہوا جس میں ۲۷ خدام و اطفال نے شرکت کی۔

○ فیصل آباد

قیادت ضلع فیصل آباد کے تحت جون میں ایک بیڈ منٹن ٹورنامنٹ منعقد کیا گیا۔ یہ ٹورنامنٹ زرعی یونیورسٹی نے جیت لیا۔

۲۷، مئی کو محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے اراکین عاملہ ضلع دارالذکر و دارالفضل فیصل آباد سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں تعلیم و تربیت اور اصلاح و ارشاد کے تحت مزید منظم کام کرنے کی تلقین کی۔ نماز باجماعت اور بروقت ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے علاوہ آپ نے مجموعی طور پر نماز جمعہ، نماز باجماعت اور قرآن کریم باترجمہ کا جائزہ لیا۔ اور قائد صاحب ضلع کی کارکردگی پر خوشی کا اظہار کیا۔ اراکین عاملہ میں ۱۱۰، ارکان حاضر تھے۔

○ بھکر

۸، جون کو ضلع بھکر کے خدام کا اجتماع ہوا۔ جس میں علمی ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ کل حاضری ۴۴ تھی۔

○ کوئٹہ

ماہ اپریل میں /۱۵۰۰ روپے کی امداد قیدیوں کو دی گئی۔ اس طرح ۲، خدام نے ۲، بوتل خون کا عطیہ دیا۔ ماہ مئی میں ایک اجتماعی وقار عمل ہوا۔ مجموعی طور پر ۶۵ خدام اور ۱۹، اطفال نے حصہ لیا۔

○ رسالپور

۲۵، مئی کو ایک روزہ سالانہ اجتماع ہوا۔ نماز تہجد سے آغاز کیا گیا۔

خالد کی اشاعت بڑھا کر اس کی مالی حالت کو مضبوط بنانے میں ادارہ سے تعاون کیجئے!
(مینیجر ماہنامہ خالد۔ ربوہ)

بقیہ از ۱۰

ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سنیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"۔ (کشتی نوح)

(یہ مقالہ ایک سیمینار میں ایوان محمود میں پڑھا گیا)

ڈان پراپرٹی ڈیلرز

اسلام آباد
میں ہر قسم کی جائداد کی خرید و فروخت کا
بااعتماد مرکز
کنسٹرکشن کا کام بھی تسلی بخش کیا جاتا ہے۔
پروپرائٹر ملک عبدالستار
فرخ پلازہ المرکز G-9
اسلام آباد

فون:- دفتر ۸۵۱۲۳۸
فون:- رہائش ۸۵۶۴۱۹

Digitized By Khilafat Library Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

چھوٹا قد کورس DWARFISHNESS COURSE

قیمت کورس تین ۳ ماہ ۱۰۰/- روپے

چھوٹے قد کا علاج جتنی چھوٹی عمر میں کیا جائے اتنا ہی مؤثر ہے تاہم یہ کورس بفضلہ تعالیٰ لڑکوں میں ۱۹ سال تک اور لڑکیوں میں تقریباً ۱۷ سال کی عمر تک (مختلف افراد میں مختلف حد تک) مؤثر ہے۔ بعض کیسز میں اس عمر کے بعد بھی قد بڑھنے کا امکان ہوتا ہے۔

کورس مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا پھر بمع ۲۰/- روپے ڈاک و پیکنگ اخراجات کل مبلغ ۱۲۰/- روپے منی آرڈر کر کے براہ راست ہم سے منگوائیں۔

نوٹ:- اشتہار رسالہ خالد کے حوالہ سے منگوانے پر ڈاک و پیکنگ کا خرچ بذمہ کمپنی

سٹاکسٹس:-

کراچی: مشتاق احمد ندیم صاحب ۲۱۴ گرین سنٹر ڈانڈیا بازار بالمقابل سٹی کورٹس۔
صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر۔

لاہور: شیراز میڈیکل اینڈ ہومیوپیتھک سٹور نکلسن روڈ لوہاروالا چوک نزد ریلوے سٹیشن۔
کیور یٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر بالمقابل پوسٹ آفس۔

فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار۔

راولپنڈی: جرمن ہومیو لیبارٹریز لوہٹر بازار۔

ملتان: ڈاکٹر الطاف حسین صاحب الطاف میڈیکل ہال صدر بازار۔

حیدر آباد: رؤف ٹریڈنگ کمپنی ایڈوانی گٹی حیدر آباد۔

سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ۔

گوجرانوالہ: کیوریٹو میڈیسن سروسز گلی حاجی عبدالعزیز باغبان پورہ۔

پشاور: مسعود کیوریٹو سنٹر غوثیہ مارکیٹ کریم پورہ بازار۔

مردان: ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی نزد گولڈن سینما۔

کوئٹہ: ہومیو ڈاکٹر محمد منیر ہومیو ڈیلرز گلستان روڈ۔

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ۔ ربوہ فون: ۷۷۱-۶۰۶-۶۰۷

Digitized By Khilafat Library Rabwah

انقلاب انقلاب انقلاب

واشنگ پوڈر کی دنیامیں حیرت انگیز انقلاب
ٹاپ ون واشنگ پوڈر
جھاگ میں اول کام میں اول
ایک کلوگرام میں چار سو سے زائد کپڑے دھونے والا
ہر شہر میں مالی طور پر مستحکم ڈیلرز کی ضرورت

رابطہ کے لئے
سوبر ہوم پراڈکٹس
محمود آباد جہلم

نیاز بیگ کلینک

میٹرنٹی ہوم
چوبیس گھنٹے سروس
منصور مارکیٹ۔ مین بازار
نیاز بیگ لاہور
ڈاکٹر مظفر احمد شاہد
فون نمبر ۴۴۳۴۸۳

قابل تقلید نمونہ

شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ نے سال رواں میں ماہنامہ "خالد" کے سابقہ سالانہ خریداران کے علاوہ ایک ہزار نئے خریداران کا اضافہ کیا ہے۔ ادارہ "خالد" مکرم سلطان احمد صاحب مبشر ناظم اشاعت، عبدالاعلیٰ صاحب و فاتح الدین صاحب (نائبین) کے علاوہ مجلس ربوہ کے تمام بلاک لیڈران، زعماء اور منتظمین اشاعت کا بیحد ممنون ہے۔ قارئین سے ان تمام احباب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مینیجر رسالہ "خالد"۔ ربوہ)

سید اسٹیٹ ایجنسی

مکانات، پلاٹس، کمرشل جائیداد
کی
خرید و فروخت، کرایہ پر لین دین
ہوم منٹی نینس مثلاً الیکٹرک،
سینٹری اور وڈ ورک کا
منفرد ادارہ

بلاک نمبر ۲۹۔ آئی۔ ٹی سنٹر جی۔ ۴/۹ اسلام آباد

ضروری گذارش

خریدار حضرات اپنے تبدیلی پتہ سے ضرور مطلع کرتے رہا کریں تاکہ پرچہ ضائع نہ ہو۔

(مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

MONTHLY **KHALID** RABWAH

EDITOR - MUBASHIR AHMAD AYAZ

Regd. No: L 5830 AUGUST 1990

UN MATCHABLE EXPERTISE IN

SCREEN PRINTING

Digitized By Khilafat Library Rabwah

- GIVE AWAY ITEMS
- NAME PLATES
- MONOGRAMS
- PANEL PLATES
- STICKERS
- RADIO, TV. & CLOCK DIALS

LATEST TECHNIQUE

COLOUR & HALFTONE PRINTING ON ALUMINIUM METAL & PLASTIC ETC.

اعلیٰ فنی مہارت • جدید جاپانی مشینیں • تربیت یافتہ عملے کی زیرِ نگرانی

مونوگرام • واشنگ مشین پینل پلیٹیں • سٹکرز • ریڈیو • ٹی وی • کلاک ڈائلز

معیار اور قیمت کے لیے ہم پر اعتماد کیجئے۔

اور ہر قسم کی نیم پلیٹیں بنانے کے ماہر

سکرین پرنٹنگ کی دُنیا میں منفرد نام

خان نیم پلیٹس

ہاؤس نمبر ۵ بلاک نمبر ۱۴ سیکٹر بی۔ون کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون: 844862 842862